حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ پر مشتمل
ایک خوب صورت گلدستہ **بنام**

نورِ اخلاق

مؤلف

مولانا جنید رضا انجم مصباحی

باہتمام:

والد گرامی مولانا عالم گیر فیضی صاحب

(گادی، کوڈرما، جھارکھنڈ)

نام کتاب: نور اخلاق

مؤلف: محمد جنید رضا انجم مصباحی

(گادی، کوڈرما جھارکھنڈ) 9798035672

سن اشاعت: ۲۰۲۵ء بموقع ۵۱ واں عرس حافظ ملت علیہ الرحمۃ

کمپوزنگ: صابر رضا (پلاول، ہزاری باغ، جھارکھنڈ)

نظر ثانی: مفتی احسان ہاشمی مصباحی

پروف ریڈنگ: مفتی غلام غوث اجملی، مولانا فاروق ازہری، مولانا حسنین رضا مصباحی،

ہمشیرہ عالمہ صبا انجم امجدی

قیمت: 140 روپیے

صفحات: ۷۵

باہتمام: والد گرامی مولانا عالم گیر فیضی صاحب قبلہ

ملنے کے پتے:

شگفتہ بک سینٹر نیر فاٹک پرساد آباد، کوڈرما، جھارکھنڈ موبائل نمبر: 9153389198

مکتبۃ الحجاز پلاول، ہزاری باغ، جھارکھنڈ موبائل نمبر: 6393736491

فہرست

شرف انتساب

حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

جملہ جاں نثار صحابہ

تابعین و محدثین و مفسرین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اور

والدین کریمین کے نام

محمد جنید رضا انجم مصباحی گادی، کوڈرما (جھارکھنڈ)

دعائیہ کلمات

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان و منن ہے کہ مجھے اپنی نعمت (ولد صالح) سے نوازا اور اس بچے کا نام محمد جنید رضا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی مناسبت سے رکھا اور واقعی میرا فرزند اسم بامسمی ہوا، والدین کی یہ خواہش ہوتی کہ اپنے بچے کو اس طرح تعلیم و تربیت دوں جس کی وجہ سے وہ ہمارے لیے دنیا میں سہارا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے، رب تعالی کا فضل ہوا اور ہماری دعائیں باب اجابت میں قبولیت کی سند حاصل کرلی، حتی کہ اللہ نے ان کو عالم و فاضل بنادیا۔

زیر نظر کتاب "نور اخلاق" جس کے مؤلف میرا فرزند سعید "مولانا جنید رضا مصباحی سلمہ" ہیں انھوں نے بہت عرق ریزی کے ساتھ حضور اکرم سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کو حوالہ جات کے ساتھ سپرد صفحۂ قرطاس کیے ہیں، کتاب کے مطالعہ سے قارئین کو موصوف کے دقیق نظر کا علم ہوگا، مزید کئی اعتبار سے یہ رسالہ اپنی انفرادیت کا حامل ہے جس کا عقدہ کشائی بعد مطالعہ ہی ہوگا۔

لہذا میری گزارش ہے کہ آپ حضرات اس کتاب کو پڑھیں اور عملی میدان میں انقلاب لاکر دنیا و آخرت کو سنواریں، دعا ہے مولی تعالی میرے فرزند کو علم و عمل جیسی نعمت لازوال سے خوب خوب مزین فرمائے اور اس کتاب کو عوام و خواص میں مقبولیت عطا فرماکر مولف کو اجر جزیل سے بہرہ ور کرے۔

آمین، بجاہ النبی الصادق و المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد عالمگیر فیضی

گادی، کوڈرما (جھارکھنڈ)

تقریظ جلیل

ازقلم: مفتی ثاقب قمری مصباحی ازہری

فلسفہ اخلاق انسانی تاریخ میں فکری وعملی سطح پر استوار ہونے والی ایک قدیم شے ہے، جس کی ترویج کا سلسلہ روز اول سے آج تک زندہ وپائندہ ہے۔ دنیامیں جتنے بھی انبیاومرسلین مبعوث کیے گئے، انھوں نے نہ صرف اپنی امت کو مذہبی احکام کی تعلیم وتلقین فرمائی، بلکہ اپنے مابعدالطبعی اقوال وافعال کے ذریعے اخلاق وآداب کوغیر معمولی فروغ بخشا۔ان مقدس نفوس نے لوگوں کوحق وباطل، خیروشر اور خوبی وخامی کے مابین امتیاز سکھایااورانسانی معاشرت کوایک قابلِ قدر تہذیبی وروحانی بنیادفراہم کی۔ان کے انقلاب آفریں نقوشِ حیات میں جہاں دعوتِ توحیدکی چمک پائی جاتی ہے،وہیں حکمت وتدبراور صدق واخلاص کاایساگہرارنگ دکھائی دیتا ہے،جوتعلق مع اللہ کے ساتھ ساتھ تعلق مع الخلق کے استحکام کی بھی ضمانت فراہم کرتاہے۔یہی وجہ ہے کہ پیغمبروں کی قائم کردہ تہذیبِ اخلاق کی یہ الہامی روایت ہمیشہ سے نہ صرف ہماری انفرادی زندگی کوسنوارنے کافریضہ انجام دیتی رہی، بلکہ اس سے بڑھ کراس نے ہمیں بقاے باہم کاآفاقی شعور دے کراجتماعی نظم وضبط کاپابند بنادیا؛ تاکہ ہم آدمی ہونے کی حیثیت سے اپنےاندر موجود خیرکے اس حقیقی جوہرکوپہچان سکیں، جومخلوق کی خیرخواہی اور ہمدردی کے ساتھ ساتھ خالق کی معرفت کابھی بڑاذریعہ ہے۔

معروف تہذیبی روایتوں اور تاریخی حقیقتوں کامطالعہ بتاتاہے کہ فلسفہ اخلاق کوایک مستقل علم کے طور پرسب سے پہلے یونان کے حکمانے متعارف کروایا۔اوران میں بھی سب سے پہلے سوفسطائیوں نے فلسفہ اخلاق کی معنویت پر غور کیا، اس کے بعد سقراط نے اپنے حکمت وتدبرسے اس کے مباحث ومشمولات

کو وسعت بخشی ؛ یہاں تک کہ جب ارسطو کا دور آیا تو انھوں نے اس کی تنظیم و ترتیب پر از سر نو غور کیا اور "علم الاخلاق" نامی کتاب لکھ کر اسے ایک مہذب و مدون علم بنا دیا۔

اگرچہ یونانی حکما نے اخلاق کے مفہوم کو عقل و استدلال کی جولان گاہ میں پرکھنے اور اس کے مبادیات و مقاصد کو فکری سانچوں میں ڈھالنے کی ایک منظم کوشش کی، تاہم ان کے افکار میں وہ روحانی لطافت، قلبی حرارت اور عملی بصیرت ناپید تھی، جو انبیائے کرام علیہم السلام کے اخلاقی نظام کا خاصہ ہے۔ انبیا و مرسلین نے حکماے یونان کی طرح اخلاق کو محض بحث و تمحیص کا موضوع نہیں بنایا، بلکہ اسے وحیِ خدا کی روشنی میں قیاسی و نظری مباحث کے حصار سے باہر نکالا اور اپنے اطوار و کردار سے اس کی حقیقت و معنویت کو صحیح معنوں میں تصدیق فراہم کی۔ اور اس طرح سے جب فلسفہ اخلاقِ نبوت کی روشنی سے ہم کنار ہوا تو اس نے انسان کو محض "جاننے" کی سطح سے اٹھا کر "ہونے" کی منزل تک پہنچا دیا۔

یوں تو سارے ہی پیغمبروں نے اپنے اپنے طور اخلاقی اقدار کے فروغ و استحکام کا فریضہ انجام دیا، تاہم ان سب کی مجموعی تاریخ میں اخلاقی جمالیات کا جیسا اعلیٰ ترین عملی نمونہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی حیات میں پایا جاتا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے اپنے قول و عمل سے اخلاق کی ایسی شاہکار تصویر کھینچی کہ انسانی عقل حیران و ششدر رہ گئی۔ یہی سبب ہے کہ جب قرآن نے آپ کے مقامِ اخلاق کو بیان کیا تو فرمایا:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾

بے شک آپ بلند ترین اخلاق کے منصب پر فائز ہیں۔

اخلاقِ نبوی کی جامعیت کا یہ عالم ہے کہ اس میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے روشنی اور رہنمائی موجود ہے۔ آپ ﷺ کے اخلاق محض انفرادی تزکیہ یا شخصی شرافت تک محدود نہیں، بلکہ ان کی وسعت میں معاشرت، معیشت، سیاست، عبادت اور زندگی کے دیگر معاملات سب شامل ہیں۔ آپ ﷺ ہی نے انسان کو سکھایا کہ اخلاق صرف نرمیِ گفتار یا حسنِ سلوک کا نام نہیں، بلکہ یہ دراصل باطن کی طہارت، نیت

کی درستی اور عمل کی صداقت کا مجموعہ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت میں جہاں عفو و درگزر، عدل و انصاف اور عجز و انکسار کے جلوے نظر آتے ہیں، وہیں غیرت و حمیت، سخاوت و شجاعت اور درمندی و ہمدردی جیسے اوصاف کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اخلاقِ نبوی محض ایک مذہبی نمونہ نہیں، بلکہ انسانیت کی ابدی میراث ہے۔ اس نے انسان کو یہ شعور عطا کیا کہ اخلاق، ایمان کا مظہر ہے اور ایمان، اخلاق کا ضامن۔ چناں چہ جس دل میں محبتِ الٰہی جاگزیں ہو، اس کے گفتار و کردار میں ایک مثالی راست بازی اور رویے میں حسن سلوک کے عناصر خود بہ خود پیدا ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے دراصل اسی توازن کو بنیاد بنا کر ایک ایسا اخلاقی نظام قائم کیا، جو زمان و مکان کی قید سے آزاد اور انسانی فلاح و نجات کا مینارہ نور ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اخلاقِ نبوی کے تمدنی اثرات کسی خاص قوم یا عہد تک محدود نہیں رہے، بلکہ انھوں نے انسانی تاریخ کے دھارے کو ایک نئی سمت عطا کی۔ آپ ﷺ نے ایسے معاشرتی اصول وضع کیے، جن کی بنیاد عدل، رحمت اور مساوات پر تھی۔ آپ ﷺ نے غلاموں کو عزتِ نفس کا احساس دیا، عورتوں کو وقار بخشا، یتیموں اور مسکینوں کے حقوق کو سماجی ضمیر کا حصہ بنایا اور اقتدار کو خدمتِ خلق کے تابع کر دیا۔ مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست دراصل اسی اخلاقی شعور کی عملی تفسیر تھی، جس میں فرد اور جماعت دونوں کے حقوق و فرائض کو الٰہی عدل کے سانچے میں ڈھالا گیا۔

آپ ﷺ کے اخلاق نے انسانی معاشرت کے بنیادی ڈھانچے کو از سرِ نو تعمیر کیا۔ آپ نے یہ ثابت کیا کہ تہذیب کی بنیاد دولت، طاقت یا اقتدار پر نہیں، بلکہ اخلاقی برتری پر استوار ہوتی ہے۔ یہی وہ انقلابِ اخلاق تھا، جس نے قبائلی عصبیت کو اخوتِ ایمانی میں بدل دیا اور ظلم و جاہلیت کے اندھیروں میں عدل و انسانیت کے چراغ روشن کیے۔ چناں چہ تاریخِ انسانی میں ایسا کوئی دوسرا نمونہ نہیں ملتا، جہاں روحانیت اور تمدن، عبادت اور سیاست، انکسار اور قیادت سب ایک ہی شخصیت کے اندر اس درجہ متوازن صورت میں

جلوہ گر ہوئے ہوں۔ لہذا آج کے اس پرفتن دور میں جب کہ مادیت پرستی اور سوشل میڈیائی عناصر نے اخلاقی اقدار کو پوری طرح پامال کر دیا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اخلاقِ نبوی کی اہمیت وافادیت کو سمجھیں اور انھیں اپنی زندگی میں لازمی حیثیت دینے کی حتی المقدور کوشش کریں۔

محبِ گرامی قدر حضرت مولانا جنید انجم مصباحی کی زیر نظر کتاب "نورِ اخلاق" انھی اخلاقی معیارات کو بحال کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے۔ مؤلف نے قرآن وسنت اور سیرتِ نبوی کے عملی نمونوں کو یکجا کر کے ایک ایسا علمی ورثہ تیار کیا ہے، جو نہ صرف ہماری روحانی واخلاقی بصیرت کو اجاگر کرتا ہے، بلکہ عصری انسانی زندگی کے پیچیدہ مسائل کے لیے بھی عملی رہنمائی پیش کرتا ہے۔

یہ تالیف دراصل اس حقیقت کی یاد دہانی ہے کہ حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وسلم کی سیرتِ طیبہ میں جلوہ گر اخلاقی اصول آج بھی انسانیت کے لیے وہی نقوشِ ہدایت ہیں، جو دل و دماغ کو نہ صرف انفرادی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہیں، بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی جینے کا قرینہ فراہم کرتے ہیں، لہذا سمجھنا چاہیے کہ اخلاق نبوی کو عصری تقاضوں پر منطبق کرنے کا یہ فلسفہ نہ تو ماضی کا فراموش شدہ مضمون ہے، نہ کسی مخصوص دور کا فکری اثاثہ، بلکہ آج کے پیچیدہ اور تغیر پذیر معاشرتی تناظر میں بھی اسی کی روشنی انسانی زندگی کی سمت متعیّن کر سکتی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مؤلف کتاب مولانا جنید انجم مصباحی کی مساعیِ جمیلہ کو قبول فرمائے اور اسے ان کے لیے توشہ آخرت بنائے!

کلمات خیر

مفتی محبوب عالم مصباحی صاحب قبلہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی خیر خلقه

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وإنك لعلى خلق عظيم

اور بے شک تمھاری خوبوبڑی شان کی ہے۔

اعلیٰ حضرت رقم طراز ہیں:

"تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم"۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا کیا کہنا جس کے خلق کو خود خالق نے عظیم کہا، جس کے اسوہ کو حسین کہا اور جس کو زبان قدرت نے رحمۃ للعالمین بنایا جو بلا تفریق قوم وملت سب کا تھا سب کا ہے اور تا ابد سب کا رہے گا۔

دور حاضر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو دل کش اور دل نشیں اسلوب میں پیش کرنے کی اشد ضرورت ہے اس سلسلے میں "عزیز القدر حضرت مولانا محمد جنید رضا انجم سلمہ المنان" کی بیش بہا پیش رفت ہے۔ موصوف نے رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "اخلاق حسنہ" کو آسان لب و لہجہ اور دل گیر انداز میں لکھنے کی سعی بلیغ کی ہے۔

رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی تحریر کو قبول عام و خاص فرمائے اور اس مختصر رسالہ کو ان کے لیے توشۂ آخرت بنا کر سعادت و نجات کا پروانہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

محمد محبوب عالم رضوی مصباحی

دارالعلوم اہل سنت فیضان رسول پلاول ہزاریباغ و بانی جامعہ فاطمہ للبنات رگھونیہ ڈیہ کوڈرما و صدر تنظیم علمائے اہل سنت ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ ہزاریباغ جھارکھنڈ، 25 اکتوبر 2025 عیسوی، مطابق 2 جمادی الاولی 1447 ہجری

حرف تحسین

نازش شعر و سخن، ادیب لبیب علامہ واصف رضا واصف مصباحی

رحمت کون و مکاں، صاحب ظل لوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خالقِ ارض و سما نے اخلاق حسنہ کے ایسے حسین و جمیل سانچے میں ڈھالا کہ آپ کی ذات اقدس سراپا خیر، سراپا نور، سراپا رحمت اور منبعِ اخلاق بن گئی۔ اس پر "وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ" برہان قاطع ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ کی حیات طیبہ در حقیقت نوع انسانی کے لیے مشعل راہ اور کائنات بشری کے لیے مینار نور ہے۔ آپ کے اسوۂ حسنہ میں زندگی کے ہر گوشے کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ جو یان اخلاق و کردار آپ کی طرزِ حیات سے ہی اپنی زندگی کا زاویہ درست کرتے ہیں اور یہی کمال اخلاق ہے۔ رسولِ کریم ﷺ نے خود اپنے مقصدِ بعثت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق"۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی سیرتِ پاک وہ آئینہ ہے جس میں انسان اپنے کردار کی اصلاح، اخلاق کی تنظیف اور روح کی تطہیر کا سامان بہم کرتا ہے۔ عزیزِ گرامی وقار فاضلِ اشرفیہ جنید انجم مصباحی نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کو عنوان منتخب کر کے ایک مختصر کتاب ترتیب دی ہے جس میں کمالِ اخلاقِ مصطفیٰ، کردار رسول ممجد اور حسن سیرت کے زاویے کو قرآنی آیات اور احادیث کریمہ کی روشنی میں پیش کرنے کی سعی بلیغ کی ہے۔ اس کتاب سے ان کا مقصد اصلاح امت ہے، ان کی فکر سیرت کا فروغ ہے، ان کا محور جمالِ کردارِ مصطفیٰ سے فیض کا جذبہ ہے، ان کا منشور قوم و ملت کو اخلاقی طور پر توازن بحال کرنے کی دعوت دینا ہے مستزاد یہ کہ ان کا مطمح نظر اپنی علمی نگارش کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا تبار میں منسوب کرنا ہے۔ یہ سلسلۃ الذہب ان کی علمی للک، مثبت فکر اور فلاحِ قوم کے جذبۂ سیّال کا بیانیہ ہے۔ یہ ان کی پہلی کاوش ہے جو ان کے صالح

جذبے کی آئینہ دار ہے۔ زبان سہل، شستہ اور رواں ہے، اسلوب میں نشیب و فراز ہے، انداز تحریر میں آمد اور آورد دونوں کی ہم آہنگ کیفیت ہے۔ ابھی ان کے حوصلوں کو مزید بال و پر لگنے ہیں، ابھی انھیں انجم شکار بنناہے ابھی انھیں اور تیز گام ہوناہے وہ وقت دور نہیں کہ ان کی یہ علمی لگن اور نیک نیتی انھیں بلندیوں کے نئے آفاق سے متعارف کرائے گی۔

اس سفر کے آغاز پر بے شمار دعاؤں کے ساتھ مبارکباد۔

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے۔

واصف رضا واصف مصباحی مدھوبنی بہار

۲۶ اکتوبر ۲۰۲۵ء

۳ جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ

تأثر گرامی

مفتی احسان ہاشمی مصباحی صاحب قبلہ، صدر المدرسین: دارالعلوم گلشن اجمیر بھروچ (گجرات)

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ذات بابرکات منبع اخلاق وحسنات ہیں آپ کی حیات طیبہ کا ہر ورق اور ہر گوشہ امت کے لیے سر چشمۂ ہدایت ہے، کردار وگفتار، نشست وبرخاست اور عادت واطوار الغرض انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی ہر جگہ آپ ﷺ کی مبارک سنت کے انمٹ نقوش مقدسہ ہیں جو دارین کی فلاح و بہبود اور عروج وارتقا کے لیے مشعل ہیں، مبدأ فیض سے انوار و تجلیات آپ کی ذات اقدس پر بلاواسطہ وارد ہوتے ہیں اور ساری کائنات، تمام موجودات، خشک وتر، بحر وبر اور شجر وحجر آپ ہی کے خوان فضل وکرم سے بخشش پاتے ہیں، حق تو یہ ہے کہ معنوی اوصاف واغراض بھی حسن والے اس وقت ہوے جب ذات اقدس سے متّصل اور متّصف ہوے، صفت امانت میں حسن آیا تو مصطفی ﷺ کے صدقے، صفت صداقت میں حسن آیا تو مصطفی کے صدقے اور صفت سخاوت میں حسن آیا تو مصطفی کے صدقے۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ الشاہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ ورضوان رقم طراز ہیں:

" حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم افضل جمیع مخلوق الہی ہیں کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوے حضور ﷺ میں وہ سب جمع کر دیے گئے اور ان کے علاوہ حضور ﷺ کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں بلکہ اوروں کو جو کچھ ملا حضور ﷺ کے طفیل میں بلکہ حضور ﷺ کے دست اقدس سے ملا بلکہ کمال اس لیے کمال ہوا کہ حضور ﷺ کی صفت ہے اور حضور ﷺ اپنے رب کے کرم سے اپنے نفس ذات میں کامل واکمل ہیں۔ حضور ﷺ کا کمال کسی وصف سے نہیں بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال وکامل ومکمل ہو گیا کہ جس میں پایا جاے اس کو کامل بنادے۔" (بہار شریعہ، حصہ اول، صفحہ:28)

فاضل گرامی قدر حضرت مولانا جنید انجم مصباحی صاحب قبلہ زید شرفہ ومجدہ ایک باصلاحیت مدرس اور کہنہ مشق شاعر ہیں، عربی و انگریزی زبان و ادب سے حد درجہ شغف رکھتے ہیں، ایک درجن سے زائد مختلف عناوین پر مقالات ومضامین بھی آپ کی قلمی یادگار ہیں، سنجیدہ مزاج، متواضع، خلیق، حلیم وبردبار اور مشفق ومہربان جیسے اعلی اوصاف آپ کی شخصیت میں چار چاند لگادیتے ہیں۔

حضرت نے حضور ﷺ کی پندرہ سوسالہ کی مناسبت سے نورانی اخلاق کا یہ حسین گلدستہ تیار کیا ہے اور حالات حاضرہ کے تناظر میں کئی اہم اور نئے گوشوں کواجاگر کیا ہے، ہر ٹاپک پر قرآن واحادیث سے بہترین استدلال کیاہے جس سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے اس کاوش کوشرف قبول بخشے اور مزید دین کی عظیم خدمات کی توفیق عطا کرے آمین یارب العالمین بجاہ سید مرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

محمد احسان رضا ہاشمی مصباحی

موجودہ پرنسپل وشیخ الحدیث: گلشن اجمیر بھروچ (گجرات)

وسابق پرنسپل: جامعہ حضرت نظام الدین اولیا نیو (دہلی)

21 اکتوبر 2025 عیسوی مطابق 28 ربیع الآخر 1447 ہجری

منظوم بر نوراخلاق

استاذالشعرا، علامہ غلام غوث اجملی صاحب قبلہ پورنیہ (بہار)

نوراخلاق صنعت توشیح

نون۔واو۔۔را۔۔الف۔۔خا۔۔لام۔۔الف۔۔قاف

توشیح۔اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں شعراس طرح کے لکھے جاتے ہیں کہ ترتیب وار تمام مصرعوں کے پہلے حرف ملانے سے کوئی نام یا جملہ بن جائے جیسے "نور اخلاق"

نور اخلاق سے کردار سجاؤ اپنا
نالش عشق ہے بےسود نبی سے ورنہ

واہ کیا خوب ہے سرکار کی سیرت لوگو
وجہ بخشش ہے پیمبر کی اطاعت لوگو

راستہ رب کی رضا کا ہے اسی پر چلنا
روح فرسا ہے بلا سیرت شہ کے جینا

ان کی سیرت ہے لقد کان لکم قول خدا
ان کی سیرت پہ چلو ان پہ کرو خود کو فدا

خُلق سرکار کو رب نے ہے کہا خُلق عظیم
خالق خلق نے آقا کو بنایا ہے کریم

لا نہیں کہنا ہے کردار نبی کا حصہ
لاج منگتوں کی وہ رکھتے ہیں یہ ان کا رتبہ

ارج ہوتی ہے بڑی اس پہ عمل ہو تو اگر
اوج ملتی ہے کہاں ان کی ادا سے پھر کر

قلزم خیر ہے محبوبِ خدا کی سیرت
قالب خو پہ چڑھا اجملی اس کی رنگت

کلمات تشکر

پوراعالم جہالت کی تاریکی، ظلم وستم کی بیماری، شراب نوشی، فحاشی، جور وظلم اور عریانیت کے بحر عمیق میں غرقاب تھا لیکن شرافت ومروت، مساوات ودیانت، علم وحکمت، فیض وبرکت، اوصاف حمیدہ، شمائل جمیلہ اور اخلاق حسنہ کا مژدۂ بہار لے کر حضور ﷺ خاکدان گیتی پر تشریف لائے، آپ کی آمد کی برکت سے کشت جہاں لالہ زار ہوئی، ہر جگہ حق و صداقت، عشق و محبت، علم و حکمت، معرفت الٰہی کی خوشبو پھیلی، بے سہاروں کو سہارا، نحیف وناتواں کو ٹھکانہ، بیوہ ویتیم کو مسکن راحت ملا حتی کہ بہائم وچرند وپرند کو آبِ انصاف ملا۔ لیکن جب حضور ﷺ اپنے معبود برحق سے جاملے تو ظلم وبربریت، ناانصافی وحق تلفی، عریانیت، رقص وسرود اور بے جاتشدد نے پر پھیلانا شروع کردیا۔ فی زمانہ برائیاں عام ہوگئ ہیں، انھیں جرم عظیم شمار ہی نہیں کیا جاتا ہے؛ لہذا ضرورت ہے کہ پھر اخلاق مصطفی ﷺ کو عام کیا جائے، ہر طرف اسوۂ حسنہ کی تشہیر کی جائے اور حضور ﷺ کی عملی زندگی کو عملی جامہ پہنایا جائے تاکہ پورے عالم میں فضائے اخوت و مروت قائم ہو اور الفت وعدل کا آوازہ بلند ہو۔ پس اسی مقصد کے تحت یہ کتاب حیطہء تحریر میں آئی۔۔

مزید برآں کہ یہ سال حضور ﷺ کے پندرہ سو سالہ جشن کا ہے اس میں آقا ﷺ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کی غرض سے بھی اس طرف پیش قدمی کی گئی۔

اس کار خیر میں کئ شخصیات کی معاونت رہی؛ لہذا " من لَا یَشْکُرُ النَّاسَ لَا یَشْکُرُ اللهَ" پر عمل کرتے ہوے تمام کا شکریہ بجالانا از حد ضروری ہے۔ سب سے پہلے اپنے والدین (مولانا عالم گیر فیضی و شہناز خاتون) پھر اپنے جد کریم (قمر الدین) جدتی (مرحومہ زہرا خاتون) بعدہ اپنی بہنیں (عالمہ ضیا انجم فاطمی، عالمہ صبا انجم امجدی اور شفا انجم) کا بے حد متشکر ہوں کہ ان کی عنایت کی چادر سر پر تنی رہی۔

اس مبارک سفر میں مندرجہ ذیل عالم گیر شخصیات مفتی محبوب عالم مصباحی صاحب، مفتی احسان ہاشمی مصباحی صاحب، مفتی ثاقب قمری مصباحی ازہری صاحب، مفتی غلام غوث اجملی صاحب، مولانا واصف رضا واصف مصباحی صاحب نے خوب گلہاے دعا، داد وتحسین، الفت وولا اور حوصلہ افزائی سے نوازا۔ مستزاد یہ ہے کہ مری گزارش کو قبول فرماکر مرے نوشتہ کو بنظر غائر پڑھا، اچھے مشوروں سے نوازا اور تقریظات وتاثرات کے شکل میں بہترین تحفہ عنایت فرمایا۔

پروف ریڈنگ کا کام یہ سب سے اہم ہوتا ہے، ہر مکتوب کو تعمق نظری سے دیکھنا اور حرف بہ حرف باریک بینی سے مشاہدہ کرنا ہوتا ہے، یہ عظیم کارہا مفتی غلام غوث اجملی صاحب، مولانا فاروق رضا ازہری، مولانا حسنین رضا مصباحی صاحب اور ہمشیرہ عالمہ صبا انجم امجدی نے انجام دیا اور نظر ثانی مفتی احسان ہاشمی مصباحی صاحب قبلہ کرکے خوب کرم نوازی فرمائی۔

مولانا امامہ رضا امجدی صاحب قبلہ کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اپنا مکتبہ "مکتبہ الحجاز" (اسیر مصطفی ﷺ) سے اس کو نشر فرمایا اور ہمیں اپنا اسیر بنالیا۔

آخر میں محترم صابر صاحب قبلہ کا بھی ممنون ہوں کہ بڑی عرق ریزی، جاں فشانی اور الفت نوازی کا خوب مظاہر فرماتے ہوے طباعت کا فریضہ سرانجام دیا۔ دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان اعلیٰ شخصیات اور جملہ معاونین کو سلامت رکھے، ہر گام حصارِ فیض وکرم میں رکھے، ہر شر وفتن سے محفوظ رکھے آمین یارب العالمین

محمد جنید رضا انجم مصباحی

مدرس: دارالعلوم گلشن اجمیر بھروچ (گجرات)

۲۶ اکتوبر ۲۰۲۵ء

۳ جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ

اخلاق حسنہ

اخلاق یہ خُلق کی جمع ہے جس کا معنی: رویہ، برتاؤ، عادت واطوار اور خصلت ہے۔

حسنہ: حسَن کی تانیث ہے جس کا معنی اچھی، بھلی اور خوب وغیرہ ہے۔

اب اخلاق حسنہ کا مطلب ہوا کہ لوگوں کے ساتھ اچھا رویہ یا اچھا سلوک و برتاؤ یا اچھی خصلت وعادت کو اخلاق حسنہ کہا جاتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر نفس میں موجود کیفیت ایسی ہو کہ اس کے باعث عقلی اور شرعی طور پر پسندیدہ اور اچھے افعال ادا ہوں تو اسے نیک اخلاق کہتے ہیں اور اگر عقلی اور شرعی طور پر ناپسندیدہ اور برے افعال ادا ہوں تو اسے بداخلاقی کہتے ہیں"۔

لغت میں "خلق" کی حقیقت یہ ہے کہ وہ آداب ہیں جنھیں انسان اپنے نفس پر اختیار کرتا ہے۔ اسے خلق اس لیے کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ انسان کی فطرت کا حصہ بن جاتا ہے، جیسے وہ اس کی پیدائشی صفات ہوں، جہاں تک ان آداب کا تعلق ہے جو فطرتاً کسی میں موجود ہوں انھیں "خیم" کہا جاتا ہے؛ لہذا خلق وہ اخلاق ہیں جو کسی قدر محنت و کاوش سے اپنائے جاتے ہیں، جب کہ "خیم" وہ اخلاق ہیں جو انسان کی فطری اور طبعی صفات کے طور پر موجود ہوتے ہیں۔ [1]

اخلاق کے معنی میں چند اقوال

بعض محققین نے فرمایا: اچھے اخلاق چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ سخاوت کرنے اور تکلیف نہ پہنچانے میں ہیں۔ اور جو شخص اللہ کریم کی معرفت میں مضبوط ہو وہ جھگڑتا نہیں اور نہ ہی دوسروں کو جھگڑنے دیتا ہے

---

[1] (اخلاق مصطفی قرآن کی روشنی میں، صفحہ:14، ناشر افکار رضا ریسرچ سینٹر (اہل سنت وجماعت)

اسی لیے کہا جاتا ہے کہ صوفی نہ تو جھگڑتا ہے اور نہ ہی جھگڑنے دیتا ہے یا پھر خوشی اور غم میں لوگوں کو راضی رکھتا ہے۔ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھے اخلاق یہ ہیں کہ برداشت کرنا، بدلہ نہ لینا، ظالم پر رحم کرنا، اس کے لیے استغفار کرنا اور اس کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا۔

اخلاق وہ عادت ہے جس کے ذریعے اعمال بغیر کسی سوچ و بچار کے آسانی سے نفس سے صادر ہوتے ہیں۔ اور یہ دو اقسام پر مشتمل ہے: ایک فضیلت جو وسط میں ہوتی ہے اور دوسری رذیلت جو اس کے اطراف میں ہوتی ہے۔

دراصل اخلاق حسنہ کا مفہوم وسیع تر ہے اس میں کئی نیک اعمال شامل ہیں جس میں سے چند یہ ہیں: معاف کرنا، امر بالمعروف، نہی عن المنکر (بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) جہال سے اعراض کرنا، قطع تعلق کرنے والے سے صلہ رحمی کرنا، ظالم کو معاف کرنا، خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا، کسی کو تکلیف نہ دینا، نرم مزاجی اختیار کرنا، حلم و بردباری کا حامل ہونا، غصے کے وقت خود پر قابو پالینا، عفو و درگذر کرنا، مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا، لوگوں میں صلح کروانا، حقوق العباد کی ادائیگی کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، ظالم کو اس کے ظلم سے روکنا، دعاے مغفرت کرنا، کسی کی پریشانی دور کرنا، کمزوروں کی کفالت کرنا، لاوارث بچوں کی تربیت کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، بڑوں کا احترام کرنا، علما کا ادب کرنا، مسلمانوں کو کھانا کھلانا، مسلمانوں کو لباس پہنانا، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا، مشقتوں کو برداشت کرنا، حرام سے بچنا، حلال کمانا اور اہل و عیال پر خرچ کرنے میں کشادگی کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ [1]

حضور ﷺ محاسن اخلاق کے تمام گوشوں کے جامع و سرچشمہ تھے، آپ ﷺ مراتب علیا کے ان منازل پر فائز ہیں جن کا شمار ممکن نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کو (خلق

[1] (احیاء العلوم: ج:۳ صفحہ: 153 تا 164)

عظیم)) سے موسوم کیا۔ مزید برآں کہ آپ ﷺ کے محاسن اخلاق کی صحیح تصویر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کھینچتے ہوئے فرماتی ہیں: ﴿کان خلقه القرآن﴾ یعنی: تعلیمات قرآن پر پورا پورا عمل یہی آپ ﷺ کے اخلاق تھے۔

اخلاق حسنہ کے اغراض و مقاصد

دراصل خُلق حسن انسانی زندگی کی اصل روح اور سماج کی فلاح و بہبود کی ضامن ہے۔ اسلام نے اچھے اخلاق کو دین کا بنیادی حصہ قرار دیا ہے، کیوں کہ یہی انسان کے کردار کو سنوارتے اور اس کی حقیقی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

تاہم ذیل میں اخلاقِ حسنہ کے چند اغراض و مقاصد ذکر کیے جارہے ہیں:

1. اللہ کی رضا حاصل کرنا: اصل مقصد بندے کو اپنے رب کے قریب کرنا ہے۔
2. رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل: حضور سرورِ کائنات ﷺ کی حیات طیبہ کو "اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" بنایا گیا، اخلاق حسنہ اسی اسوہ کی پیروی کا نام ہے۔
3. ایمان کو کامل بنانا: اچھے اخلاق ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔
4. انسانی شخصیت کی تکمیل: اچھے اخلاق انسان کو اعلیٰ اور کامل شخصیت عطا کرتے ہیں۔
5. تقویٰ و پرہیزگاری پیدا کرنا: اخلاق انسان کو گناہوں سے بچنے میں مدد کرتے ہیں اور نیکی کی راہ دکھاتے ہیں۔۔

5. سماجی عدل و انصاف کا قیام: اخلاق حسنہ کے ذریعہ ہی معاشرے میں انصاف، عدل اور مساوات کا قیام ممکن ہے۔

6 امن وسکون کا ماحول پیدا کرنا: اخلاق حسنہ نفرت، عداوت اور ظلم کے بجائے محبت وسکون کی بہاریں پیدا کرتے ہیں۔

6 اخوت و بھائی چارہ قائم کرنا: اچھے اخلاق خاندان و معاشرے سے باہمی رنجش و خلفشار کو دور کر کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں۔

7 انسانی وقار کو بلند کرنا: بہتر اخلاق انسان کو عزت اور اعلی مقام عطا کرتے ہیں۔

8 دلوں کو جوڑنا اور رشتے مضبوط بنانا: اچھے اخلاق معاشرتی تعلقات کو مضبوط اور پائیدار بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

9 دنیا وآخرت کی کامیابی: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ جنت میں لے جانے والی چیز "تقویٰ اور حسنِ خلق ہے"۔

10 معاشرے کی اصلاح: اچھے اخلاق برائیوں کے خاتمے اور نیکیوں کے فروغ کے ضامن ہیں۔

11 حق و باطل میں امتیاز: اخلاق حسنہ انسان کو اچھائی اپنانے اور برائی سے بچنے کی قوت عطا کرتے ہیں۔

12 عدل و امانت داری کا فروغ: معاشرے میں عدل و انصاف کا بول بالا اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ اس کے افراد اچھے اخلاق کے پیکر ہوں۔

13 صبر و شکر کی عادت پیدا کرنا: اخلاق حسنہ انسان کو مصائب کے وقت صبر کرنا اور انعام ربانی کے وقت شکر کرنا سکھاتے ہیں۔

14 رحمت و شفقت کو عام کرنا: یہ انسان کو دوسروں کی بھلائی کا جذبہ دیتے ہیں۔

15 روحانی اور قلبی اطمینان وسکون: اچھے اخلاق انسان کے کردار کے ساتھ اس کے دل کو روشن اور نفس کو پاک کرتے ہیں۔

16 غرور و تکبر کا خاتمہ: اخلاق حسنہ انسان میں عاجزی پیدا کرتے ہیں۔

17 عفو و درگزر کی صفت اپنانا: انسان کو معاف کرنے والا بناتے ہیں۔

18 سچائی کو فروغ دینا: جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی سے بچاتے ہیں۔

19 ایثار و قربانی کا جذبہ: دوسروں کے لیے اپنی خواہشات قربان کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

20 خدمتِ خلق کا شعور: انسان کو دوسروں کی بھلائی کا خواہش مند بناتے ہیں۔

21 یتیموں اور محتاجوں کی خبر گیری: اخلاق حسنہ سماج کے کمزور طبقے کو سہارا دینا سکھاتے ہیں۔

22 قول و فعل میں یکسانیت: انسان کو عملی اور قولی طور پر سچا بناتے ہیں۔

23 نرم مزاجی اور حلم پیدا کرنا: خوب صورت اخلاق انسان کو سختی اور تلخی سے بچاتے ہیں اور لوگوں کے اندر

24 حلم و بردباری کے ساتھ نرم مزاجی پیدا کرتے ہیں۔

25 بدلہ لینے کے بجائے خیر خواہی سکھانا: اخلاق محمودہ انسان کو انتقام کے بجائے خیر کا راستہ دکھاتے ہیں۔

26 خاندانی نظام کو مضبوط کرنا: صلہ رحمی اور رشتوں کو جوڑنے میں مدد کرتے ہیں۔

27 بچوں میں اچھی تربیت: اخلاق حسنہ اگلی نسل کو نیک اور صالح بناتے ہیں۔

28 بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت: یہ صفت معاشرتی توازن پیدا کرتی ہے۔

29 حسنِ ظن اور مثبت سوچ: عمدہ اخلاق انسان کو دوسروں کے بارے میں اچھا گمان کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

30 جھگڑے اور فساد کو ختم کرنا: بہتر اخلاق معاشرے سے بدامنی کو ختم کر کے امن و امان کا ماحول پیدا کرتے ہیں۔

31 اسلام کی خوب صورتی ظاہر کرنا: اچھے اخلاق دینِ اسلام کو دنیا کے سامنے روشن کرتے ہیں۔

32 قوت برداشت اور حوصلہ پیدا کرنا: اختلافات کے باوجود انسان کو پر امن رہنا سکھاتے ہیں۔

33 دلوں کی نفرتیں ختم کرنا: اخلاق حمیدہ دشمنی کے بجائے الفت و محبت پیدا کرتے ہیں۔

34 معاشرتی ترقی کا ذریعہ: اچھے اخلاق قوموں کو عروج دلاتے ہیں۔

35 انسانی برابری قائم کرنا: رنگ، نسل اور زبان کے فرق کو ختم کر کے لوگوں میں مساوات کا سما پیدا کرتے ہیں.

36 ظلم و زیادتی کا خاتمہ: اخلاق جمیلہ انسان کو ظلم و سفاکی سے روکتے ہیں۔

37 حقوق کی حفاظت کرنا: اچھے اخلاق معاشرے میں ہر ذی حق کے حق کو ادا کرنا سکھاتے ہیں۔

38 سماجی اعتماد پیدا کرنا: اچھے اخلاق معاشرے میں بھروسہ قائم کرتے ہیں۔

39 محبت اور بھائی چارہ بڑھانا: یہ معاشرے کو امن کا گہوارہ بناتے ہیں۔

40 معاشی دیانت داری قائم کرنا: تجارت اور لین دین میں ایمان داری سکھاتے ہیں۔

41 تعلیمی اور تربیتی ماحول بنانا: اخلاق حسنہ طلبہ و اساتذہ کے کردار کو نکھارتے ہیں۔

42 نیک معاشرت کی تشکیل: اچھے اخلاق پاکیزہ سوسائٹی وجود میں لاتے ہیں۔

43 انسان کو صبر آزما حالات میں قائم رکھنا: اخلاق مشکل وقت میں سہارا بنتے ہیں۔

44 گالی گلوچ اور بداخلاقی سے بچانا: عمدہ اخلاق انسان کی زبان کو پاکیزہ بناتے ہیں۔

45 سچ بولنے کی عادت ڈالنا: یہ ایمان کی علامت ہے۔

46 نیکی کے کاموں میں رغبت دلانا: اخلاق حسنہ انسان کو خیر کی طرف مائل کرتے ہیں۔

47 آخرت کی تیاری: اچھے اخلاق جنت کے قریب اور جہنم سے دور کرتے ہیں۔

48 زندگی کو بامقصد بنانا: اخلاق انسان کو دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب بناتے ہیں۔

بلاشک و شبہ مذکورہ بالا وعلاوہ ازیں دیگر تمام اوصاف جمیلہ و اخلاق حمیدہ اگر کسی ایک ذات میں نظر آتی ہیں تو وہ حضور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ ہے۔ لہذا اگر کسی کو ابدی سرخروئی کا ہار پہننا ہے تو اس پر لازم ہے کہ مذکورہ بالا صفات حمیدہ کا متحمل ہو، اپنی روزمرہ زندگی میں حتی المقدور اس پر عمل کی کوشش کرے

اخلاق حسنہ کا حقیقی مظہر کون؟

دنیا میں بے شمار اخلاق حسنہ کے پیکر اور افعال جمیلہ کے مظہر آے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے سامنے مانند خاک ہیں کیوں کہ آپ ﷺ ان میں اتنے عظیم تھے جن کی گواہی خود اللہ رب العزت نے دی اور فرمایا: {وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ} (القلم،۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک تمھاری خوبو بڑی شان کی ہے۔

اللہ تعالی دوسری جگہ آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: {فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ} (آل عمران،۱۵۹)

تو اے محبوب! اللہ کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم دل ہیں اور اگر آپ ترش مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ ضرور آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔

خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخلاق کریمہ کے بارے میں گویا ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔} [1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے اخلاق کے درجات مکمل کرنے اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لیے مجھ کو بھیجا۔

اعلی حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالی عنہ لکھتے ہیں کہ حق تعالی نے فرمایا: {وانک لعلی خلق عظیم} اور بے شک تو بڑے عظمت والے ادب تہذیب پر ہے کہ ایک حلم وصبر کیا تیری جو خصلت ہے

[1] (شرح السنة، كتاب الفضائل، باب فضائل سيد الاولين و الآخرين، ۷/ ۹، الحديث: ۳۵۱٤)

اس درجہ عظیم وباشوکت ہے کہ اخلاق عاقلانِ جہاں مجتمع ہوکراس کے ایک شِمّہ (یعنی قلیل مقدار) کونہیں پہنچتے، پھراس سے بڑھ کراندھاکون جوتجھے ایسے لفظ سے یاد کرے۔ 1

ان دلائل وبراہین سے عیاں ہوگیاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاخلق عظیم وبالااوراس کاحقیقی مظہر ہے۔

حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

اخلاق حسنہ زندگی کی سب سے قیمتی دولت ہے۔ عروج وکمال کااہم ذریعہ ہے جس کے تصدق انسان باکمال وبارفعت ہوتاہے اور یہ اخلاقی کمال کسی ذات میں اگرانتہاکوپہنچی ہے تووہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وکردار کوخلق عظیم سے تعبیر کرتے ہوے فرمایا:﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾(القلم:۴)

ترجمہ کنزالایمان:اور بے شک تمھاری خوبوبڑی شان کی ہے۔

دوسری جگہ آپ کی رحم دلی اور نرمی کودیکھ کرفرمایا﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾(آل عمران،۱۵۹)

کنزالایمان: توکیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب !تم ان کے لیے نرم دل ہوے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تووہ ضرور تمھارے گرد سے پریشان ہوجاتے۔

اللہ تعالی نے آپ کی ذات کو پوری دنیا کے لیے رحمت بنایا اور فرمایا: ﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔﴾(الانبیاء،۱۰۷)

کنزالایمان:اور تمھیں نہ بھیجامگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

---

1 (فتاوی رضویہ، جلد:30صفحہ ۱۶۴_۱۶۵)

اللہ تعالی نے تمام نوع بنی آدم کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نمونہ قرار دیا اور فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾۔(الاحزاب 21)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمھیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔۔

آپ ﷺ مسلمانوں پر بڑے شفیق و مہربان تھے اس خصلت عظیمہ کو اللہ تعالی نے قرآن پاک یوں بیان فرمایا: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾(التوبہ،۱۲۸)

کنزالعرفان: بے شک تمھارے پاس تم میں سے وہ عظیم رسول تشریف لے آئے جن پر تمھارا مشقت میں پڑنا بہت بھاری گزرتا ہے وہ تمھاری بھلائی کی نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر بہت مہربان رحمت فرمانے والے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الحجر،۸۸)

کنزالایمان: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ مسلمانوں پر رحمت و شفقت کرتے ہوے ان کے سامنے تواضع فرمائیں اور ان پر اس طرح رحم فرمائیں جس طرح پرندہ اپنے بچوں پر اپنے پروں کو بچھا دیتا ہے۔ [1]

آپ کا عفوو درگذر کرنا، بھلائی کا حکم دینا رب کا عظیم تحفہ تھا جس کو قرآن نے یوں بیان فرمایا: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾(الاعراف،۱۹۹)

اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

---

[1] (صاوی، الحجرات تحت الآیۃ،۸۸، ۱۰۵۱/۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین باتوں کی ہدایت فرمائی:

(۱)جو مجرم معذرت طلب کرتا ہوا آپ کے پاس آئے تو اس پر شفقت و مہربانی کرتے ہوئے معاف کر دیجئے۔

(۲)اچھے اور مفید کام کرنے کا لوگوں کو حکم دیجیے۔

(۳)جاہل اور ناسمجھ لوگ آپ کو برا بھلا کہیں تو ان سے الجھیے نہیں بلکہ حِلم کا مظاہرہ فرمائیں۔

رب نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عدل وانصاف کا جوہر عطا کیا اور فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَاۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا﴾ (النساء، 58)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انھیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمھیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

آپ کی نرم دلی اور حسن گفتار سب پر عیاں تھا پس حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے امت کو یوں پیغام ملا: {وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا} (البقرۃ، ۸۳)

اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔ اچھی بات سے مراد: نیکی کی دعوت اور برائیوں سے روکنا ہے۔ نیکی کی دعوت میں اس کے تمام طریقے داخل ہیں، جیسے بیان کرنا، درس دینا اور وعظ و نصیحت کرنا وغیرہ۔ نیز اچھی بات کہنے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان، اولیا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مقام و مرتبہ کا بیان اور نیکیوں اور برائیوں کے متعلق سمجھانا سب شامل ہیں۔۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مندرجہ ذیل صفات کا پیکر بنایا پھر آپ کے تصدق متقین کے لیے چار اوصاف حمیدہ بیان فرمایا:

﴿الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ﴾(134)

ترجمہ کنزالعرفان: وہ جو خوش حالی اور تنگ دستی میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں اور اللہ نیک لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔

اس آیتِ مبارکہ میں متقین کے چار اوصاف بیان کئے گئے ہیں: (1) خوش حالی اور تنگ دستی دونوں حال میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا، (2) غصہ پی جانا، (3) لوگوں کو معاف کر دینا، (4) احسان کرنا۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بذات خود اخلاق حسنہ کے منبع ہوے پھر ان خصائل و شمائل کو اپنانے کے لیے امت کو بار بار قول و فعل سے تلقین کرتے رہے جن کی چند تابندہ جھلک قارئین کے حوالے:

1. عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ ، قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ : أَخْبِرِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ : كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ ❶

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حضرت سعد بن ہشام بن عامر نے دریافت کیا کہ اے ام المومنین! مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں بتائیے آپ نے ارشاد فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن ہی تو ہے۔

2. رُوِيَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الغُفَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَاتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔ ❷

ترجمہ: تم جہاں بھی کہیں ہو اللہ سے ڈرو، گناہ کے بعد نیکی کرو وہ اس سے مٹادے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

---

❶ (مسند أحمد، ج:۴۲، ص:۱۷۳، الحديث:۲۵۳۰۲)

❷ (اخرجه احمد بن حنبل في المسند۵/۱۵۳)

3.رُوِيَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا۔ ❶

ترجمہ: قیامت کے دن تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ میرے قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہوں گے۔

4.رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخُلُقُ الْحَسَنُ يُذِيبُ الْخَطَايَا كَمَا يُذِيبُ الْمَاءُ الْجَلِيدَ، وَالْخُلُقُ السَّوْءُ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ۔ ❷

ترجمہ: حسن اخلاق گناہوں کو ایسے پگھلا دیتا ہے جیسے پانی برف کو پگھلا دیتا ہے بداخلاقی نیک اعمال کو اس طرح تباہ کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو تباہ کر دیتا ہے۔

5. عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا . ❸

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کامل وہ ہے جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

6.عن أبِي الدَّرْدَاءِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ ۔ ❹

---

❶ (حوالہ: جامع الترمذی، ج:۳، ص:۵۵۴، الحدیث:2018)

❷ (اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر، ۳۱۹/۱۰، الرقم:۱۰۷۷۷)

❸ (سنن أبي داود ، باب : الدليل على زيادة الايمان و نقائصه، ج:۵، ص:۴۲، الحدیث:۶۲۸۲)

❹ (سنن أبي داود، کتاب الادب، باب: فی حسن خلق۔ ج:۵، ص:۹۷، الحدیث:۴۷۹۹)

ترجمہ: حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میزان عمل میں حسن اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں۔

7.عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا ". وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اخلاق میں سب سے بہتر ہیں۔

اور نبی اکرم ﷺ نہ تو فحش گو (گندی بات کرنے والے) تھے اور نہ ہی فحش کلامی کرنے والے۔۔۔

8.عن أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ ". قَالُوا : بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ : " خِيَارُكُمْ أَطْوَلُكُمْ أَعْمَارًا، وَأَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا ۔ (1)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمھیں تم میں سے بہتر کی خبر نہ دے دوں؟ تو صحابہ نے عرض کی: کیوں نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جن کی عمر طویل ہے اور جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

9. عَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ - أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " حُسْنُ الْخُلُقِ نَمَاءٌ، وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ، وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِي الْعُمُرِ، وَالصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيتَةَ السَّوْءِ [+]

حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ (جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے) روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اچھا اخلاق ترقی و بڑھوتری کا سبب ہے اور برا اخلاق نحوست ہے۔ نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے اور صدقہ بری موت کو روک دیتا ہے۔

---

(1) (مسند أحمد، ج:۵، ص:۱۲۹، الحدیث:۹۲۳۵)

(2) (مسند أحمد، ج:۲۵، ص:۴۸۷، الحدیث:۱۶۰۷۹)

10.عنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ، وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ، وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ ۔ ❶

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:
"تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں، گناہوں سے بچنے جیسا کوئی پرہیزگاری نہیں اور اچھے اخلاق جیسا کوئی حسب و نسب نہیں۔"

ان تمام آیات واحادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سیرت اور اخلاق مکمل ضابطۂ حیات ہے جو شخص حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اسوہ کو اپنا نمونہ عمل بنالے تو دنیا و اخرت کی سعادتیں ان کی قدم بوسی کریں گی اور وہ سعادت ابدی سے سرفراز ہوگا۔
اللہ تعالی ہمیں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اقوال صحابہ وصحابیات کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اخلاق حسنہ ایسے کامل واکمل تھے کہ صحابہ ءکرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اپنی زندگی میں ان کے روشن و تابندہ نقوش محفوظ کیے۔۔
جن کے تصدق انھیں یہ حسین سعادت ملی: الصحابة کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم یعنی آنے والی نوع بنی آدم کے لیے ان کی ذات ہدایت کا سرچشمہ بن گیا، یہ جزا انھیں فقط حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اخلاق حسنہ کو اپنانے اور سیرت طیبہ پر چلنے کی وجہ سے حاصل ہوا۔۔

❶(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب: الورع التقوی، ج:۵، ص:۶۲۰، الحدیث:۴۲۱۸)

آیئے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اخلاق حسنہ چند اقوال صحابہ وصحابیات کی روشنی میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ہم دارین میں حصارِ فوز وفلاح میں آسکیں:

1 .كانَ الحَسَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا ذُكِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَعْظَمُ الأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ، أَتَى بِمَفَاتِيحِ الدُّنْيَا فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى .وَكَانَ يَأْكُلُ الأَرْضَ وَيَجْلِسُ الأَرْضَ وَيَقُولُ: إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ أَكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ، وَلَا يَأْكُلُ مُتَّكِئًا وَلَا عَلَى خَوَانٍ.وَكَانَ يَأْكُلُ خُبْزَ الشَّعِيرِ غَيْرَ مَنْخُولٍ، وَكَانَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ وَيَقُولُ: "بَرْدُ هَذَا يُطْفِئُ حَرَّ هَذَا".وَكَانَ أَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَيْهِ اللَّحْمُ وَيَقُولُ: "هَذَا يَزِيدُ فِي السَّمْعِ، وَلَوْ سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُطْعِمَنِي كُلَّ يَوْمٍ لَفَعَلَ".وَكَانَ يُحِبُّ الدِّبَاءَ وَيَقُولُ: يَا عَائِشَةُ! إِذَا طَبَخْتُمْ قَدْرًا فَأَكْثِرُوا فِيهِ مِنَ الدِّبَاءِ فَإِنَّهَا تَشُدُّ قَلْبَ الْحَزِينِ، وَكَانَ يَقُولُ: إِذَا طَبَخْتُمْ الدِّبَاءَ فَأَكْثِرُوا مِنْ مَرَقِهَا.وَكَانَ يَكْتَحِلُ بِالْأَثْمَدِ، وَلَا يُفَارِقُهُ فِي سَفَرٍ قَارُورَةُ الدُّهْنِ وَالْكُحْلُ وَالْمِرْآةُ وَالْمِشْطُ وَالْإِبْرَةُ، يُخَيِّطُ ثَوْبَهُ بِيَدِهِ.وَكَانَ يَضْحَكُ مِنْ غَيْرِ قَهْقَهَةٍ، وَيَرَى اللَّعِبَ الْمَبَاحَ وَلَا يَنْكُرُهُ. وَهُوَ أُمِّيٌّ لَا يَقْرَأُ وَلَا يَكْتُبُ، نَشَأَ فِي بِلَادِ الْجَهْلِ وَالصَّحَارِي، يَتِيمًا لَا أَبَ لَهُ وَلَا أُمّ، فَعَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى جَمِيعَ مَحَاسِنِ الْأَخْلَاقِ، وَكَانَ أَفْصَحَ النَّاسِ مِنْطِقًا وَأَحْلَامُهُمْ كَلَامًا، وَكَانَ يَقُولُ: أَنَا أَفْصَحُ الْعَرَبِ.كَانَ يَلْبَسُ الْمُرَقَّعَ وَالصُّوفَ، وَيُرَقِّعُ ثَوْبَهُ وَيُخَصِّفُ نَعْلَهُ، وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ بِلَا أُكُفٍ وَيَرْدِفُ خَلْفَهُ، وَيَأْكُلُ الْخَشِنَ مِنَ الطَّعَامِ، وَمَا شَبِعَ قَطُّ خُبْزَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مُتَوَالِيَةٍ حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ.وَمَنْ دَعَا لَهُ، وَمَنْ صَافَحَهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَرْفَعُهَا۔ (1)

(1) (المستطرف في كل فن مستظرف، ص:۱۲۶)

حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نبی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ اولاد بنی آدم میں سب سے معزز اور اللہ کے نزدیک سب سے عظیم نبی ہیں، انھیں عالم کی تمام کنجیاں پیش کی گئی لیکن انھوں نے اللہ عزوجل کے قرب کو ترجیح دی۔ وہ زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول کیا کرتے تھے اور فرماتے: "میں بھی اللہ کا بندہ ہوں جیسے عام لوگ کھاتے ہیں تو میں بھی کھاتا ہوں"۔ اور کبھی بھی تکیہ یا دسترخوان پر نہ بیٹھتے۔ وہ جَو کی بغیر چھنی روٹی کھاتے اور ککڑی کو کھجور کے ساتھ کھاتے اور فرماتے: "یہ سردی اس کی گرمی کو بجھاتی ہے۔"

انھیں سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا گوشت تھا اور فرماتے: "یہ قوت سماعت بڑھاتا ہے اور اگر اپنے رب سے ہر روز اس کا سوال کروں تو وہ مجھے دے گا"۔ انھیں کدو شریف پسند تھا اور کہتے: اے عائشہ! جب تم ہانڈی پکاؤ تو اس میں زیادہ کدو ڈالنا کیونکہ یہ غمگین دل کو سکون عطا کرتا ہے۔ وہ اثمد کا سرمہ لگایا کرتے تھے اپنے سفر میں ہمیشہ تیل کی شیشی، سرمہ، آئینہ، کنگھا اور سوئی رکھتے اور خود اپنے کپڑے سی لیتے۔

بغیر قہقہہ کے مسکراتے تھے اور مباح کھیل کود کو بھی ملاحظہ فرمالیتے تھے۔

وہ امی تھے وہ نہ پڑھتے اور نہ لکھتے اور دیہات و صحرا میں ماں باپ سے جدائی کی حالت میں پرورش پائی اللہ تعالی نے انھیں تمام بہترین اخلاق سکھائے اور وہ سب سے زیادہ فصیح اور شیریں مقال تھے وہ فرماتے ہیں: "میں سب عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیوند شدہ لباس زیب تن فرماتے کھردرا لباس استعمال کرتے اپنے، نعال خود مرمت کرتے، گدھے پر بغیر کجاوے کے سوار ہوتے، ردیف (گھوڑ سوار کے پیچھے بیٹھنے والے) بن جاتے، سادہ کھانا بغیر چھنے کھاتے، تین دن متواتر گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کی۔۔

جو انھیں بلاتا وہ فوراً جواب دیتے جو ان سے ہاتھ ملاتے وہ کبھی اپنے ہاتھ کو پہلے نہیں کھینچتے بلکہ دوسرا شخص اپنا ہاتھ خود پیچھے کر لیتا تھا۔

2.رويَ أَبُو يَعْلَى عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ فَقَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ قَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، وَكَانَ يَعُودُ عُودَ مَرْضَانَا، وَيُشِيعُ جَنَائِزَنَا، وَيَغْدُو مَعَنَا، وَيُوَاسِينَا بِالْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ . ❶

ابویعلی نے عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے خطبہ دیتے ہوے کہا: اللہ کی قسم !ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سفر اور حضر دونوں میں پائی آپ ہمارے مریضوں کی عیادت کرتے، ہمارے جنازوں کو رخصت کرتے، ہمارے ساتھ چلتے اور ہمیں تھوڑے اور زیادہ دونوں چیزوں میں تسلی دیتے۔

3.عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَحْسَنَهُمْ خُلُقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الذَّاهِبِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ ۔ ❷

حضرت ابواسحاق رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ کہتے ہوے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ﷺ سب لوگوں میں سب سے زیادہ حسین و جمیل، سب سے بہترین اخلاق والے تھے نہ آپ بہت زیادہ لمبے اور نہ ہی بالکل پست قد تھے۔

4.عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا ❸

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لوگوں میں سب سے بہترین اخلاق والے تھے۔

5.عنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ، ثُمَّ

---

❶ (سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ۷/۹)

❷ (صحیح البخاری، حدیث:3357؛ صحیح مسلم، حدیث:2337)

❸ (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۱۲۷، الحدیث:۲۵۹)

قَالَ : " إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ، وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ اهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ، وَأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَقِنِي سَيِّئَ الْأَعْمَالِ، وَسَيِّئَ الْأَخْلَاقِ، لَا يَقِي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ" ❶

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں:

"جب نبی اکرم ﷺ نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے: بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! مجھے بہترین اعمال اور بہترین اخلاق کی ہدایت دے، ان بہترین چیزوں کی ہدایت صرف تو ہی دے سکتا ہے۔ اور مجھے برے اعمال اور برے اخلاق سے بچا، ان برائیوں سے صرف تو ہی بچا سکتا ہے۔"

6.قالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي بَيْتِهِ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، أَيْ فِي خِدْمَتِهِمْ، كَانَ يُفَلِّي ثَوْبَهُ وَيُرَقِّعُهُ، وَيَخْصِفُ نَعْلَهُ، وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ، وَيُعَلِّفُ نَاضِحَهُ، وَيَقُمُّ الْبَيْتَ أَيْ: يَكْنُسُهُ وَيَعْقِلُ الْبَعِيرَ، وَيَأْكُلُ مَعَ الْخَادِمِ، وَيُعَجِّنُ مَعَهَا، وَيَحْمِلُ بِضَاعَتَهُ مِنَ السُّوقِ، وَكَانَ مُتَوَاصِلَ الْأَحْزَانِ، دَائِمَ الْفِكْرِ، لَيْسَ لَهُ رَاحَةٌ. ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف فرما ہوتے تو گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے، اپنے کپڑے سے جوئیں نکالتے اور اس میں پیوند لگاتے، اپنے نعلین مبارک کو سلتے، اپنا کام خود انجام دیتے، جو اونٹ پانی کے کھینچنے میں کام آتا اسے چارہ ڈالتے، گھر میں جھاڑو دیتے، اونٹ کو باندھتے، خادم کے ساتھ کھانا کھاتے، میرے ساتھ آٹا گوندھتے اور اپنا سامان بازار سے

---

❶ (حوالہ: سنن النسائي، حدیث: 898؛ مسند احمد: 14443)

❷ (الادب الجمیل، ص:١٩) وحیاۃ الحیوان للدمیری الاول، ص:٥٩، ٦٠)

خود خرید کرلاتے اور آپ ﷺ برابر غمگین اور فکر مند رہتے تھے معلوم ہوتا کہ آپ کے حصے میں راحت ہے ہی نہیں۔۔

7.عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: مَا خَيَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا فَكَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَلَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ.زَادَ مُسْلِمٌ عَنْهَا: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، لاَ امْرَأَةً وَلاَ خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى۔ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا تو آپ ہمیشہ آسان چیز کو اختیار کرتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہتے

آپ نے کبھی اپنی ذات کے لیے بدلہ نہیں لیا مگر جب اللہ کی حرمت پامال کی جاتی تو آپ اس پر بدلہ لیتے۔

مسلم کی روایت میں اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو مگر جب اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔۔

8.حدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيُّ ، قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ : كَيْفَ كَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِهِ ؟

قَالَتْ : كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا بِالْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ. ❷

---

❶ (تفسير الخازن لباب التاويل في معاني التنزيل، ۴/۳۲۳)

❷ (الشمائل المحمدية: الحديث: ۳۴۸، ص: ۵۷۱)

ابو عبداللہ الجدلی کہتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کا اپنے گھر والوں کے ساتھ اخلاق کیسا تھا؟

انھوں نے فرمایا: "آپ ﷺ سب سے زیادہ خوش اخلاق تھے، نہ فحش گو تھے اور نہ ہی بدکلام، نہ بازاروں میں شور مچانے والے تھے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے، بلکہ معاف فرما دیتے اور درگزر سے کام لیتے تھے۔

9.عنْ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ، قَالَتْ :أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ وَأَجْرٍ رَغْبٍ، فَأَعْطَانِي مِلْأَ كَفِّهِ حُلِيًّا وَذَهَبًا. (1)

حضرت ربیع بنت معوّذ بیان کرتی ہیں: "میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن میں تازہ کھجوریں اور کچھ خشک کھجوریں لے کر گئی تو آپ ﷺ نے مجھے اپنی ہتھیلی بھر کر زیور اور سونا عطا فرمایا۔

ان اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس و اجلی من القمر ہے کہ حضور ﷺ جمیل الشیم تھے، ان کے حسن گفتار، حسن سلوک، حسن عمل اور حسن اخلاق بے بدیل و بے نظیر تھے۔

---

(1) (الشمائل المحمدیہ، الحدیث: ٣٥٦ ص : ٦٠٠)

حضور ﷺ کے اخلاق ازواج مطہرات کے ساتھ

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پوری زندگی اخلاق ورحمت کا عظیم شاہکار ہے آپ کے اخلاق حسنہ کی جھلک نہ صرف میدان دعوت وتبلیغ میں نظر آتی ہے بلکہ آپ کے گھریلو معاملات میں بھی درخشاں و تاباں اور نمایاں نظر آتی ہے، ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کے اخلاق الفت، عدل، ایثار اور شفقت کا ایک ایسا عملی نمونہ تھا جس کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی ہے۔

دور جاہلیت میں عورت ذلت وحقارت کی نظر سے دیکھی جاتی تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد نوید فرحت وانبساط لائی اور اپنے قول وعمل سے یہ ثابت کیا کہ عورت احترام اور محبت کی مستحقہ ہے۔ مزید یہ کہ آپ نے عملی طور پر دنیا کو یہ پیغام دیا کہ حقیقی اخلاق حسنہ صرف باہر کے افراد کے ساتھ حسن سلوک کا نام نہیں بلکہ گھر کے اندر بیوی اور بچوں کے ساتھ خوش اخلاقی، محبت اور عدل قائم کرنا بھی کمالِ اخلاق کی علامت ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے قول وفعل سے ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک کا درس پوری دنیا کو دیا تاکہ ازدواجی زندگی خوب پھلے پھولے، اس میں ہونے والی نوک جھوک کو حسن اخلاق سے ختم کرے۔۔

اب قارئین کے حوالے چند احادیث کریمہ پیش ہے جن کی بنا پر ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اطوار ازواج مطہرات کے ساتھ کیسا تھا، اور امت کو ایک پیغام دینا تھا کہ ازدواجی زندگی کو کیسے خوش گوار بنائی جاے:

1. عنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدُّنْيَا

مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. (1)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: دنیاایک سامان استفادہ ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک عورت (بیوی) ہے۔

2. عنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ، فَأَثْنَى عَلَيْهَا فَأَحْسَنَ الثَّنَاءَ، فَغِرْتُ فَقُلْتُ: مَا أَكْثَرَ مَا تَذْكُرُهَا، حَمْرَاءُ الشِّدْقِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْهَا.

فَقَالَ: مَا أَبْدَلَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْهَا، قَدْ آمَنَتْ بِي أَذْ كَفَرَ بِيَ النَّاسُ، وَصَدَّقَتْنِي أَذْ كَذَبَنِي النَّاسُ، وَوَاسَتْنِي بِمَا لَهَا إِذَا حَرَمَنِي النَّاسُ، وَرَزَقَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَدَهَا أَذْ حَرَمَنِي أَوْلَادَ النِّسَاءِ. (2)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کو یاد کرتے، میں نے (محبت کے جوش میں) کہا آپ بار بار ان کا ذکر کرتے ہیں حالاں کہ اللہ نے آپ کو ان سے بہتر دے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر نہیں دیا ہے انھوں نے اس وقت ایمان لایا جب سب نے انکار کر دیا، اس وقت تصدیق کی جب سب نے مجھے جھٹلایا، اپنے مال سے میرا ساتھ دیا جب سب نے مجھے محروم کیا اور اللہ نے ان کے بطن سے اولاد عطا فرمائی جب کہ دوسری ازواج سے مجھے محروم رکھا۔

3. عنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَمَهُ عَلَى مُوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ.

---

(1) (صحیح مسلم، کتاب الرضاع، الحدیث:۱۴۶۷)

(2) (مسند احمد، ج:۶ص:۱۱۸، المستدرک للحاکم ج:۳ص:۱۶۲)

وَكُنْتُ أَتَعَرَّقُ العَرَقَ (العِظْمَ الَّذِي عَلَيْهِ لَحْمٌ) وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَمَهُ عَلَى مُوْضِعِ فِيَّ . ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: میں حالت حیض میں پانی پیتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی تو آپ میرا برتن اسی جگہ سے اپنے دہن مبارک میں لگاتے جہاں میرا منہ لگا ہوتا اور میں ہڈی سے گوشت نوچ کر کھاتی اور پھر آپ کو دیتی تو آپ اسی جگہ سے تناول فرماتے جہاں میرا منہ لگا ہوتا۔۔

4.عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَسِّمُ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَيَعْدِلُ، ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ هَذَا قِسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ، فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ ۔ ❷

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنی ازواج کے درمیان تقسیم کرتے اور انصاف فرماتے پھر دعا کرتے: اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے اس میں جس کا میں مالک ہوں پس تو مجھے اس چیز میں عتاب نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں۔۔

5.كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا، خَرَجَ بِهَا مَعَهُ۔ ❸

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ اس طرح قرعہ اندازی کرتے کہ ہر بی بی کا نام کاغذ کی پرچیوں پر لکھ کر ان کی گولیاں بنا کر کسی بچے کے ذریعے ایک گولی اٹھواتے اس میں جس کا نام نکل آتا اس کو سفر میں لے

---

❶ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، الحدیث:۶۹۰)

❷ (سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب في القسم بين النساء، الحديث:۲۱۳۴)

❸ (صحيح البخاري، كتاب النكاح، الحديث:۵۲۱۷، صحیح مسلم، کتاب الحج، الحديث:۱۴۶۵)

جاتے قرعہ اندازی کے بہت بہت سی صورتیں ہیں لیکن یہ زیادہ مروج ہے۔

6.عنْ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ ...

فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَتُحِبُّ ذٰلِكَ؟ اخْرُجْ، ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ.فَخَرَجَ، فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذٰلِكَ.

فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ، قَامُوا، فَنَحَرُوا، وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا۔ ❶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صائب الرائے ہونے کے باوجود اپنی ازواج کی رائے اور مشورے کو اہمیت دیتے اور اسے قبول بھی فرماتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی معاملہ فہمی، حکمت عملی اور بہترین مشورے نے اصلاح کا بڑا کام انجام دیا کہ اس وقت صحابہء کرام رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین عمرہ کی ادائیگی سے روکے جانے پر رنج وغم میں تھے اور کوئی بھی قربانی کر کے اپنا احرام کھولنے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں تھے تو آپ نے بارگاہ رسالت میں یہ رائے دی کہ یارسول اللہ! آپ کسی سے کچھ نہ کہیں خود اپنی قربانی ذبح کر کے اور حلق کروا کر اپنا احرام کھول دیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا یہ دیکھ کر سب صحابہ نے بھی اپنی اپنی قربانیاں کیں اور ایک دوسرے کا حلق کر کے احرام کھول دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے دل جوئی کرتے اور فرماتے:

7.قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا، وَأَلْطَفَهُمْ بِأَهْلِهِ ❷

---

❶ (صحیح البخاري، کتاب الشروط، باب الشروط في الجهاد والمصلحة، الحدیث:۲۷۳۱)

❷ (جامع الترمذی، ج:۴، ص:۳۶۹، الحدیث:۲۶۱۲)

8.عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا، وَخَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِمْ . ❶

یعنی: جو سب سے زائد خوش خلق ہو اپنے اہل اور اپنے بیویوں کے ساتھ سب سے اچھے برتاؤ والا ہو وہ سب سے زائد ایمان میں کامل ہوگا۔

مزید فرماتے ہیں:

9.عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : " خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي۔ ❷

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔

ان احادیث کریمہ سے بہترین پیغام یہ ملا کہ زوجہ کے ساتھ ہمیشہ انصاف کرنا، ان کے مشوروں پر عمل کرنا، الفت و پیار کرنا، عزت نفس کا خیال رکھنا، ان کی باتوں کو یکسر رد نہ کردینا اور مدام ان کی دل آزاری سے گریز کرنا بھی اشد ضروری ہے۔

---

❶ (جامع الترمذی، ج:۲، ص:۴۵۴، الحدیث:۱۱۶۲)

❷ (سنن ابن ماجہ: ج:۳ص:۳۹۶، الحدیث:۱۹۷۷)

حضور ﷺ کے اخلاق غلاموں کے ساتھ

تاریخ انسانی اس حقیقت پر شاہد ہے کہ اہل دنیا غلاموں کو ذلیل و کم تر سمجھتی تھی ان کا نہ وقار تھا نہ عزت تھی بلکہ ان کے ساتھ بہائم سا سلوک کرتے ظلم وستم کا پہاڑ ان پر ڈھاے جاتے ایسے عالم میں رحمت دو جہاں رحمت و شفقت، وقار و عزت اور اعزاز و فضیلت کی سوغات لے کر دنیا میں مبعوث ہوے اور نحیف و ناتواں، مجبور و بے کس غلاموں پر عزت و رفعت اور وقار و شان خوب تقسیم فرمائی، مزید اپنے اخلاق کریمانہ سے ایسا معیار قائم فرمایا جو قیامت تک انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے آپ ﷺ نے انھیں محض خریدا ہوا مال یا کم تر درجہ رکھنے والا انسان نہیں سمجھا بلکہ اللہ کا بندہ اور اپنا بھائی کی حیثیت دی۔

زمانہ جاہلیت میں غلام اور آقا کا معیار قائم تھا لیکن اسلام کی آمد کے بعد اس معیار کا خاتمہ ہو گیا اب کھانے پینے میں برابری، پہننے اور اوڑھنے میں مساوات اور خدمت کے بدلے رحمت و الفت ادا کرنا شیوہ بن گیا، بلکہ یوں کہا جاے کہ غلامی کی بنیاد ہی منہدم کر دی گئی۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اخلاقی انقلاب دراصل انسانیت کو حقیقی مساوات اور عدل کی منزل تک پہنچانا تھا تا کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے انھیں وہی مقام و مرتبہ ملے جو ان کا حق عظیم ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق جمیلہ کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟ کیسا تعلق رکھنا چاہیے؟ ان کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت کا شکار نہیں ہونا چاہیے؟ انھیں کبھی ذلیل و خوار اور کم تر نہیں سمجھنا چاہیے؟ آئیے قول و فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ ہمیں تعلیمات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو سکے اور ان پر شفقت و مہربانی کرنے پر آخرت میں پروانۂ بخشش مل سکے:

1. الْمَعْرُورَ بْنَ سُوَيْدٍ ، قَالَ : رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ، وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ : إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ ؟ " ثُمَّ قَالَ : " إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ . ❶

معرور بن سوید کہتے ہیں:

میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک حلّہ (جوڑا کپڑا) پہنے ہوے تھے اور ان کے غلام پر بھی ویسا ہی حلّہ تھا۔ ہم نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا:

"میں نے ایک شخص کو برا بھلا کہا، اس نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے میری شکایت کر دی۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے فرمایا: کیا تم نے اسے اس کی ماں کے حوالے سے طعنہ دیا تھا؟ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تمھارے ہاتھوں کے نیچے کر دیا ہے۔ پس جس کے ہاتھ کے نیچے اس کا بھائی ہے تو اسے چاہیے کہ جو خود کھاتا ہے اسے بھی وہی کھلائے اور جو خود پہنتا ہے، اسے بھی وہی پہنائے۔ اور ان پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کی طاقت وہ نہ رکھتے ہوں اور اگر ایسا کرو تو ان کی مدد بھی کرو۔

2. قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : كَانَ لَهُ عَبِيدٌ وَإِمَاءٌ، لَا يَرْتَفِعُ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ فِي مَأْكَلٍ وَلَا مَشْرَبٍ وَلَا مَلْبَسٍ۔ ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس غلام اور

---

❶ (صحیح البخاری، کتاب: العتق، باب قول النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: العبید اخوانکم فاطعموھم، ج:۳، ص:۱۴۹، الحدیث:۲۵۴۵)

❷ (المستطرف فی کل فن مستظرف ص:۱۲۶)

باندیاں تھیں اور وہ ان کے ساتھ کھانے، پینے اور لباس میں فرق نہیں کرتے تھے۔

3. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ : أَخَذَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ بِيَدِي مَقْدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَأَتَتْ بِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا ابْنِي، وَهُوَ غُلَامٌ كَاتِبٌ. قَالَ : فَخَدَمْتُهُ تِسْعَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ قَطُّ صَنَعْتُهُ : أَسَأْتَ، أَوْ بِئْسَ مَا صَنَعْتَ .. ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو امّ سُلیم (میری والدہ) میرا ہاتھ پکڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا:

"یارسول اللہ! یہ میرا بیٹا ہے، یہ پڑھا لکھا لڑکا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"پھر میں نے نبی کریم ﷺ کی نو سال خدمت کی، لیکن آپ ﷺ نے مجھے کبھی بھی کسی کام کے بارے میں یہ نہیں فرمایا: تم نے برا کیا یا یہ ایسا ویسا کر دیا۔۔

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ، حلم و بردباری، اور خادموں کے ساتھ نرمی کو ظاہر کرتی ہے۔

4. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِطَعَامِهِ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، أَوْ لِيُنَاوِلْهُ مِنْهُ ؛ فَإِنَّهُ هُوَ الَّذِي وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ. ❷

حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا لے کر آئے تو اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ، یا (کم از کم) اس کھانے میں سے کچھ اسے دے دو، کیونکہ وہی اس کھانے کی گرمی اور اس کے دھوئیں کو برداشت کرتا ہے۔۔

---

❶ (مسند احمد، ج:۱۹، ص:۲۷۵، الحدیث:۱۲۲۵۱)

❷ (سنن ابن ماجہ، ج:۵ ص:۲۹، الحدیث:۳۲۹۱)

5.عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمْ أَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ ؟ فَصَمَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمْ أَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ ؟ فَقَالَ : " كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً . ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

”یارسول اللہ! میں اپنے خادم کو کتنی بار معاف کروں؟“

رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔

اس نے دوبارہ عرض کیا:

”یارسول اللہ! میں اپنے خادم کو کتنی بار معاف کروں؟“

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر دن ستر مرتبہ (معاف کرو)."

6. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمَمْلُوكِ : "يَصْنَعُ طَعَامَكَ وَيُغْنَى بِهِ فَادْعُهُ، فَإِنْ أَبَى فَأَطْعِمْهُ فِي يَدِهِ، وَإِذَا ضَرَبْتُمُوهُمْ فَلَا تَضْرِبُوهُمْ عَلَى وُجُوهِهِمْ " †

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غلام بھی تمھارا بھائی ہے جب وہ تمھارے لیے کھانا تیار کرے تو کھانے میں اسے بھی اپنے ساتھ شریک کرو اگر وہ کھانے سے انکار کردے پھر بھی اسے کھلاؤ اور اگر اس سے خطا ہو جائے تو ان کے چہرے پر مت مارو.

7. عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَادِمًا قَطُّ وَلَا امْرَأَةً،

---

❶ (جامع الترمذي،كتاب البر والصلة ، باب ما جاء في العفو عن الخادم،۳۳۶/۴،الرقم:۱۹۴۹)

❷ (مسند احمد،۵۰۵/۲،الرقم:۱۰۵۷۴)

وَلَا ضَرَبَ بِيَدِهِ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ ❶

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہ کسی خادم کو مارا، نہ کسی عورت کو اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو مارا، سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوں۔ ان اقوال و افعال سے اس بات کا انکشاف ہوا کہ خدام کے ساتھ معاملہ نرم خوئی کا سا ہو، ان کی عزت نفس کا بھی خاص خیال ہو، ان کی تکلیف اپنی تکلیف سمجھی جائے۔

اعدا کے ساتھ حضور ﷺ کے اخلاق کریمہ

یہ دستور انسانی ہے کہ الفت و پیار، عشق و وفا کا معاملہ انھیں سے روا رکھتے ہیں جو ان کے احباب و اعزاو اقربا ہو اور جو ان کے اعدا اور رقیباں ہو انھیں خاطر میں بھی نہیں لاتے، ان کو ایذا رسانی کے لیے مدام کھڑے رہتے ہیں، ہر گھڑی تکلیف و درد دینے خاطر کمر بستہ رہتے ہیں، دکھ اور الم پہنچانے کے مواقع ہاتھ سے کبھی جانے نہیں دیتے ہیں، اپنی زبان سے بددعاؤں کا سیلاب رواں کر دیتے ہیں لیکن آفاق سے ایک مطلع رحمت و غفران طلوع ہوتا ہے، جن کی کرن سے عزیز و اقارب، احباب و رفیقاں حتی کہ عدو و خصیم بھی منور و مجلی ہوے، اس پر بھی الفت و پیار، شفقت و مہربانی کا بادل برسایا، اس نے بھی لطف و عطا، کرم و نوازش اور بخشش کی ضیا پائی، دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو اپنے دشمن پر رحم دلی کا معاملہ کرے؟ کون ظلم و ستم کے بدلے دعاے ہدایت دے؟ کون عفو و درگذر، نظر انداز اور انتقام نہ لے؟ لاریب یہ تنہا حضور ﷺ کی ہی ذات بابرکت ہے جنھوں نے اپنے معاند و مخالف کے بارے میں برا نہیں چاہا، پیہم نرم دلی، الفت و محبت اور عفو و درگذر کا معاملہ فرمایا۔۔

---

❶ (مسند احمد، ج:۴۲، ص:۴۰۷، الحدیث:۲۵۷۱۵)

آئیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اس حسن اخلاق کا عملی طور پر ملاحظہ فرماتے ہیں:

فتح مکہ کے موقع پر صحن کعبہ میں قریش مکہ کا اجتماع تھا جس میں شریک وہ لوگ تھے جو آپ کو قتل کے منصوبے بنارہے تھے، انھوں نے کتنے ہی مسلمانوں کو شہید کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اتنی اذیتیں پہنچائی تھیں کہ انھیں مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ آنا پڑا اب یہ لوگ خوف ودہشت کے بحر عمیق میں ڈوبے ہوے تھے اور اس خیال میں تھے کہ نہ جانے کتنا شدید انتقام لیا جائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف توجہ کی اور فرمایا:

1.يا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! مَا تَرَوْنَ أَنِّي فَاعِلٌ بِكُمْ؟قَالُوا : خَيْرًا، أَخٌ خَيْرٌ وَابْنُ أَخٍ كَرِيمٌ. فَقَالَ : اذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ (1)

اے گروہ قریش! تم جانتے ہو میں تمھارے ساتھ کیا برتاؤ کرنے والا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا: آپ نیکی کا برتاؤ کریں گے کیونکہ آپ خود مہربان ہیں اور مہربان بھائی کے بیٹے ہیں تو آپ نے فرمایا: جاؤ آج تمھارے لیے مژدۂ آزادی ہے پھر قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (یوسف،92)

ترجمہ کنزالایمان: کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمھیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اس رحمت نوازی کی نظیر دنیا پیش کرنے سے عاجز ہے۔

اسی طرح جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ حلقۂ اسلام میں داخل نہیں ہوے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے جانی دشمن تھے بلکہ آپ لشکر کفار کے سپہ سالار تھے کہ کئی اصحاب رسول کو

---

(1) (السنن الکبری للبیھقي ۹/۲۰۰)

آپ نے شہید کیالیکن جب مکہ فتح ہواتو حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کے پاس آکر اسلام قبول کرلیاتو آپ نے ان کے سارے کارستانی کو معاف فرمادیااور حضرت ابوسفیان کی ان الفاظ سے عزت افزائی بھی فرمائی:

2. مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ، فَتَفَرَّقَ النَّاسُ إِلَى دُورِهِمْ وَإِلَى الْمَسْجِدِ۔*

جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہواوہ امن میں ہے جو مسجد میں داخل ہواوہ بھی امن میں ہے یوں مکہ والے منتشر ہوکر اپنے گھروں اور مسجد کی طرف چلے گئے۔

اسی طرح منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کے ساتھ بھی عفوودرگذر سے کام لیاحالاں کہ وہ ایسا شخص تھاجس نے مدام آپ کے ساتھ جنگ و جدال چاہاآپ کو کمزور کرنے کے لیے قسم در قسم سازشیں کرتا، دشمنوں سے سازباز کرتاحتی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا پر بہتان افک پھیلایا۔ جب آپ کے سامنے اس کے قتل کی بات کی گئی تو آپ نے فرمایا:

3.أَخْشَى أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ بِأَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ۔ ❷

مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ کہناشروع کردیں گے کہ محمد اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوے میں نکلے جب ہم گھنے درختوں کے وادی میں پہنچے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لگے اور اپنی تلوار شاخ پر لٹکادی صحابہ ٔکرام رضی اللہ عنہم درختوں کے سایے میں پھیل گئے اسی دوران ایک مشرک (غورث بن حارث) آیااور آپ کی لٹکی ہوئی تلوار کھینچ لی، پھر وہ آپ کے سر پر

---

❶ (سنن ابي داود، ج:۳ص:۲۶۴)

❷ (صحیح البخاري، ۱۸۴/۴)

کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

4.فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: اللّٰهُ.

قَالَ الرَّاوِي: فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ، فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟

قَالَ: كُنْ خَيْرَ آخِذٍ.

فَقَالَ: أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟

قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ أُعَاهِدُكَ أَلَّا أُقَاتِلَكَ، وَلَا أَكُونَ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُونَكَ.

فَخَلَّى سَبِيلَهُ، فَأَتَى أَصْحَابَهُ، فَقَالَ: جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ .*

اب تمھیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ، یہ سنتے ہی تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھائی اور فرمایا اب تمھیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ وہ کانپنے لگا اور کہا: آپ اچھے بدلہ لینے والے بنیں گے آپ نے فرمایا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ نہ آپ سے لڑوں گا اور نہ ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ سے لڑتے ہیں،

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا اور چھوڑ دیا وہ اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور کہا: اے لوگو! میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو دنیا میں تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔۔

5.حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

---

1 (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، الحدیث: ۸۴۳)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا، أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ - وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ - فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، اعْدِلْ. فَقَالَ : " وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ ؟ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ ". فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ. فَقَالَ : " دَعْهُ ؛ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ - وَهُوَ قِدْحُهُ - فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ - أَوْ : مِثْلُ الْبَضْعَةِ - تَدَرْدَرُ ، وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ ". قَالَ أَبُو سَعِيدٍ : فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ. (1)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے اور آپ ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ نامی ایک شخص (جو قبیلہ بنی تمیم سے تھا) آیا اور بولا:

"اے اللہ کے رسول! انصاف کیجیے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تیری بربادی ہو! اگر میں انصاف نہ کروں تو پھر کون انصاف کرے گا؟ اگر میں عدل نہ کرنے والا ہوں تو تُو گھاٹا اور نقصان اٹھائے گا۔"

---

(1) (صحیح البخاری، ج:۲، ص:۱۰۲۴، ۱۰۲۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑادوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، اسے چھوڑ دو۔ اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں حقیر سمجھے گا اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں کم سمجھے گا۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا (یعنی دل میں اثر نہ کرے گا)۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔

شکار کے تیر کو دیکھو، اس کے پھل (نوک) میں خون کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔ پھر اس کے پر دیکھے جائیں گے تو ان میں بھی کچھ نہیں ہوگا۔ پھر لکڑی (قدح) کو دیکھا جائے گا تو اس میں بھی کچھ نہیں ہوگا۔ پھر پر (قُذَذ) کو دیکھا جائے گا تو اس میں بھی کچھ نہ ہوگا، حالانکہ تیر نے گوشت، خون اور انتڑیوں کو پار کر لیا ہوگا۔

ان کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک سیاہ فام شخص ہوگا، جس کے بازو میں ایک لوتھڑا یا گوشت کا ٹکڑا ہوگا جو عورت کے چھوٹے پستان یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہل رہا ہوگا۔ وہ لوگ اس وقت ظاہر ہوں گے جب مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہے۔ اور میں اس وقت موجود تھا جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ پھر اس مخصوص آدمی کو تلاش کیا گیا اور لایا گیا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ بالکل اسی صفت کا تھا جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

6. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ أَتَىٰ عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ عَلَيْكَ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ قَالَ:

«لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدُّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِيَالِيلِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ. فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ، وَأَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ، وَقَدْ بَعَثَنِي رَبِّي إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ، فَمَا شِئْتَ؟ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا». ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! کیا آپ پر اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن گزرا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک میں نے تمھاری قوم (قریش) کی طرف سے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں اور ان سب میں سب سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن تھا۔ اس دن میں نے ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے (اسلام کی دعوت کے لیے) اپنی بات رکھی، لیکن اس نے میری بات قبول نہ کی۔ میں غمگین ہو کر واپس ہوا اور چلتے چلتے (طائف کے قریب) قرنِ الثعالب تک پہنچا تو مجھے کچھ ہوش آیا۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس بادل میں جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ انھوں نے مجھے پکارا اور کہا:

'اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں سن لی ہیں اور ان کا جواب بھی جان لیا ہے۔ اور اللہ نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ آپ جو چاہیں انھیں حکم دیں۔

پھر پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے پکارا، سلام کیا اور کہا:

"اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں سن لی ہیں۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ میرے رب نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں تو ان دونوں پہاڑوں (مکہ کے اطراف کے دو بڑے پہاڑ اخشبین) کو ملا کر ان پر گرا دوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"نہیں، بلکہ میں تو یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

7. عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ يَقُولُ : اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ : يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ ؛ لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثٍ. قَالَ : فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : { وَالضُّحَى } { وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى } { مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى }۔۔ *

حضرت اسود بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے جُندب بن سفیان رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تھے، تو آپ ﷺ نے دو یا تین راتیں (نماز تہجد کے لیے) قیام نہ کیا۔ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی:

"اے محمد ﷺ! مجھے امید ہے کہ آپ کا شیطان آپ کو چھوڑ چکا ہے، کیونکہ میں نے دو یا تین راتوں سے اسے آپ کے قریب نہیں دیکھا۔ تو اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں: وَ الضُّحٰی(1) وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی(2) مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰی (3)

ترجمہ کنزالعرفان: چڑھتے دن کے وقت کی قسم۔ اور رات کی جب وہ ڈھانپے تمھارے رب نے نہ تمھیں چھوڑا اور نہ ناپسند کیا۔

1 (صحیح مسلم, کتاب الجهاد والسير ، باب: ما لقي النبي صلى الله عليه وسلم من اذى،ج:۵،ص:۱۸۲،الحدیث:۱۷۹۷)

یہ واقعہ اس بات پر دال ہے کہ مشرکین اور کفار کس طرح حضور ﷺ کو طعنہ دیتے تھے، لیکن آپ اپنی زبان پر کبھی حرف شکوہ نہیں لایا بلکہ عفوو درگذر سے کام لیا۔

یتیموں کے ساتھ حسن اخلاق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ انسانیت کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتی ہے اور اخلاق و کردار میں ایک کامل نمونہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک جہاں عام لوگوں کے لیے بے مثال ہے وہیں یتیموں کے ساتھ بھی نہایت مشفقانہ اور الفت بھرا تھا، یتیم چونکہ اپنے والدین کی شفقت اور سہارا کھو دیتا ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ خصوصی مہربانی و شفقت، ان کے حقوق کی پاس داری، یوں ہی تحفظِ جان و مال کی بھی تعلیم دی۔۔

مزید قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾(الضحی، 11) پس یتیموں پر سختی نہ کرو۔۔

یہ آیت ہمیں واضح ہدایت دے رہی ہے کہ یتیموں کے ساتھ سختی کے بجاے ان کی عزت اور نگہ داشت کی جاے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ میں بھی یتیم نوازی کی روشن مثالیں ملتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کے ساتھ نہ صرف شفقت و محبت کا برتاؤ کرتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دل جوئی اور سرپرستی کی تاکید فرماتے، یتیموں سے محبت ان کی دل جوئی اور ان کا خیال رکھنا محض نیکی نہیں بلکہ دین اسلام کا ایک اہم تقاضہ ہے اور جو لوگ یتیم کا حقوق ادا نہیں کرتے قرآن و حدیث ان کی خوب مذمت کرتا ہے لہذا ہر ایک مسلمانوں کا اہم فریضہ ہے کہ وہ یتیموں کے ساتھ محبت، شفقت اور عدل و انصاف سے پیش آے؛ تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوں مزید یہ کہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں جانیں کہ یتیموں کے ساتھ کیسا

حسن سلوک کیا جائے ؟ ان کی اہمیت کیا ہے ؟ ان کے حقوق کیا ہیں ؟ ان کے حقوق کے پامالی پر کیا عتاب ہے ؟ تاکہ ان کی ناقدری کی وبا سے محفوظ رہ سکیں۔۔

چند احادیث کریمہ کی روشنی میں یتیموں کے ساتھ برتاؤ کے طریقے جانتے ہیں:

1. عَنْ سَهْلٍ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " وَأَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا ". وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا . ❶

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھا۔۔

2. عنْ أَبِي أُمَامَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيمٍ، لَمْ يَمْسَحْهُ إِلَّا لِلَّهِ كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مَرَّتْ عَلَيْهَا يَدُهُ حَسَنَاتٌ، وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمَةٍ، أَوْ يَتِيمٍ عِنْدَهُ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ ". وَقَرَنَ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى. ❷

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور وہ صرف اللہ کی رضا کے لیے ہو تو اس کے ہاتھ جس بال پر بھی گزریں گے، ہر بال کے بدلے میں اسے نیکی ملے گی۔ اور جس نے کسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ اچھا سلوک کیا، میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے۔"

آپ ﷺ نے اپنی شہادت اور درمیانی انگلی کو آپس میں ملا کر (قربت و نزدیکی) کو واضح فرمایا۔

---

❶ (صحیح البخاري، کتاب الطلاق، باب اللعان، ۲۰۳۲/۵، الرقم: ۴۹۹۸)

❷ (مسند أحمد، ج: ۳۶، ص: ۴۷۴، الحدیث: ۲۲۱۵۳)

3. عنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ عَالَ ثَلَاثَةً مِنَ الْأَيْتَامِ كَانَ كَمَنْ قَامَ لَيْلَهُ، وَصَامَ نَهَارَهُ، وَغَدَا وَرَاحَ شَاهِرًا سَيْفَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَكُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ أَخَوَيْنِ، كَهَاتَيْنِ أُخْتَانِ ". وَأَلْصَقَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى ❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"جس نے تین یتیموں کی پرورش کی، وہ ایسا ہے گویا اس نے رات بھر قیام کیا، دن کو روزہ رکھا اور صبح و شام اللہ کی راہ میں تلوار لے کر جہاد کے لیے نکلا۔ اور میں اور وہ جنت میں بھائیوں کی طرح ہوں گے، اس طرح جیسے یہ دو انگلیاں (یعنی شہادت اور درمیانی انگلی)۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا۔

4. عنْ عَائِشَةَ : { وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى } . قَالَتِ : الْيَتِيمَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ، وَهُوَ وَلِيُّهَا، فَيَتَزَوَّجُهَا عَلَى مَالِهَا وَيُسِيءُ صُحْبَتَهَا، وَلَا يَعْدِلُ فِي مَالِهَا، فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا ؛ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ۔ ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت {وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى} کے بارے میں فرمایا:

"یتیم لڑکی کسی مرد کے پاس ہوتی ہے اور وہی اس کا ولی ہوتا ہے۔ وہ اس سے نکاح کر لیتا ہے (یعنی خود ولی ہونے کے باوجود اس سے شادی کر لیتا ہے) اس کے مال کی وجہ سے، لیکن پھر اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا اور اس کے مال میں انصاف نہیں کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ایسا اندیشہ ہو تو اس یتیمہ سے نکاح نہ کرے، بلکہ اس کے علاوہ جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرے: دو، تین یا چار تک۔

یعنی یہ آیت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ یتیم لڑکی کے مال یا مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اس سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں، بلکہ انصاف شرط ہے۔

---

❶ (سنن ابن ماجہ، ج:۵، ص:۲۶۳، الحدیث:۳۶۸۰، کتاب الادب، باب: حق الیتیم)

❷ (صحیح البخاري، ج:۷، ص:۹، الحدیث:۵۰۹۸، کتاب النکاح، باب: لا یتزوج اکثر من اربع)

5. عَنْ رَجُلٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ، فَقَالَ لَهُ : " إِنْ أَرَدْتَ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ فَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ، وَامْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ. ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اپنے قلب کے سخت ہونے کی شکایت کی تو رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمھیں چاہیے کہ تمھارا دل نرم ہوجائے توتم مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو۔

6. حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : { وَلَا تَقْرَبُوا مالا الْيَتِيمِ إِلَّابِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ } وَ : { إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا } الْآيَةَ، انْطَلَقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيمٌ فَعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهِ، وَشَرَابَهُ مِنْ شَرَابِهِ، فَجَعَلَ يَفْضُلُ مِنْ طَعَامِهِ فَيُحْبَسُ لَهُ حَتَّى يَأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : { وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ } . فَخَلَطُوا طَعَامَهُمْ بِطَعَامِهِ، وَشَرَابَهُمْ بِشَرَابِهِ. ❷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

جب اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

{ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ }

"اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو بہترین ہو۔"

{ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا }

"بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاتے ہیں۔"

---

❶ (مسند احمد، ج:۱۳، ص:۲۱، الحدیث:۷۵۷۶)

❷ (سنن أبي داود، ج:۳ص:۱۹۶، الحدیث:۲۸۷۱، کتاب: الوصایا، الباب: مخالطۃ الیتیم في الطعام)

توجن لوگوں کے پاس یتیم ہوتے، انھوں نے ان کا کھانا اپنے کھانے سے اور ان کا پینا اپنے پینے سے الگ کر دیا۔ پھر ایسا ہونے لگا کہ ان کے کھانے میں کچھ بچ جاتا تو وہ یتیم کے لیے الگ رکھ دیتے، یہاں تک کہ یا تو وہ کھالیتا یا وہ کھانا خراب ہو جاتا۔

یہ بات ان پر سخت گزری، تو انھوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔

تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

{ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ }

"اور وہ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے: ان کی اصلاح کرنا بہتر ہے اور اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمھارے بھائی ہیں۔

اس کے بعد صحابہء کرام رضی اللہ عنہم نے یتیموں کے کھانے کو اپنے کھانے کے ساتھ اور ان کے پینے کو اپنے پینے کے ساتھ ملا لیا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ یتیموں کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہونا جائز ہے، بشرطیکہ نیت اور رویہ اصلاح اور بھلائی کا ہو۔۔

7. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ ". قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا هُنَّ ؟ قَالَ : " الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] (صحیح البخاری، ج:۴، ص:۱۰، الحدیث:۲۷۶۶، کتاب: الوصایا، باب: ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما)

"سات ہلاک کرنے والی (یعنی تباہ کن) چیزوں سے بچو۔"

صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون سی ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ (۲) جادو کرنا۔

(۳) کسی جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ (۴) سود کھانا۔

(۵) یتیم کا مال کھانا۔

(۶) میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیرنا (یعنی جہاد کے وقت بھاگ جانا)۔

(۷) پاک دامن، ایمان دار اور بے خبر عورتوں پر تہمت لگانا۔

8. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ ۔ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔"

9. فَائِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُ غُلَامٌ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هٰهُنَا غُلَامًا يَتِيمًا، لَهُ أُمٌّ أَرْمَلَةٌ وَأُخْتٌ يَتِيمَةٌ، أَطْعِمْنَا مِمَّا أَطْعَمَكَ اللَّهُ تَعَالَى، أَعْطَاكَ اللَّهُ مِمَّا عِنْدَهُ حَتَّى تَرْضَى. ❷

---

❶ (سنن ابن ماجه ، ج : ٥، ص: ٢٦٢ ، الحديث : ٣٦٧٩، كتاب الادب ، باب: حق اليتيم)

❷ (مسند احمد، ج:۳۲، ص:۱۵۳، الحدیث:۱۹۴۱۰)

فائد بن عبد الرحمن کہتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا کہ ایک غلام (نوعمر لڑکا) آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہاں ایک یتیم بچہ ہے، اس کی ماں بیوہ ہے اور ایک بہن بھی یتیمہ ہے۔ ہمیں بھی اس میں سے کھلائیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس سے اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں۔"

یعنی اس روایت میں ایک یتیم بچے نے رسول اللہ ﷺ سے کھانے کی درخواست کی اور اپنی بیوہ ماں اور یتیمہ بہن کا بھی ذکر کیا، اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بے حساب عطا فرمائے۔

10. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : " اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ : الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اے اللہ! میں (لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے) دو کمزوروں کے حق میں سخت تاکید کرتا ہوں: یتیم اور عورت۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا کہ یتیم اور عورت کے حقوق ادا کیے جائیں، کیونکہ یہ دونوں معاشرے میں کمزور سمجھے جاتے ہیں اور ان پر ظلم یا حق تلفی کا امکان زیادہ ہوتا ہے

لہذا لازم ہوا کہ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، ان کے جان و مال کی حفاظت کی جائے، ان کی حق تلفی دارین میں خسران کا موجب ہے اور عند اللہ سخت پکڑ۔

---

[1] (مسند احمد، ج:۱۵، ص:۴۱۶، الحدیث:۹۶۶۶)

حضور ﷺ کے اخلاق بہائم و جانور کے ساتھ

لاریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت و شفقت ہیں کیوں نہ ہو اس لیے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ کے جام رحمت و شفقت سے فقط انسان نے نہیں بلکہ چرند و پرند، بہائم اور کائنات کی ہر مخلوق شکم سیر ہوئی۔ سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیں ایسے تابناک و تابندہ پہلو ملتے ہیں جن سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک، ان پر رحم و کرم اور ان کے حقوق کی پاس داری اسلامی تعلیمات کا لازمی حصہ ہے، اسلام میں جانوروں کو ایذا رسانی، بھوکا و پیاسا رکھنا، باندھ کر ستانا یا بلاوجہ مارنا سخت منع ہے بلکہ ان کے ساتھ نرمی و رحمت دلی اور ان کی حاجت روائی باعث مغفرت و دخول جنت کا سبب قرار دیا، اسی طرح ظلم و زیادتی باعث عذاب بتایا۔

ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانوروں کے ساتھ حسن سلوک پر چند احادیث کریمہ پیش کر رہے ہیں تاکہ اہل ایمان جانوروں کے حقوق پہچانیں اور اپنے ہاتھ سے انھیں گزند نہ پہنچائیں:

1. عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ، قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ، إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَنَزَعَتْ مُوقَهَا، فَاسْتَقَتْ لَهُ بِهِ، فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ، فَغُفِرَ لَهَا بِهِ. [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: ایک کتا کنویں کے گرد پیاس کی شدت سے ہانپ رہا تھا بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت نے اسے دیکھا اپنے موزے میں پانی بھر کر پلایا تو اللہ نے اس کے اس عمل پر اس کو معاف کر دیا۔

[1] (صحیح مسلم، کتاب السلام باب: فضل ساقي البهايم الحديث: ۲۲۴۵)

2. عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِي فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَنَزَلَ بِئْرًا، فَشَرِبَ مِنْهَا، ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ : لَقَدْ بَلَغَ هَذَا مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ بِي. فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ، ثُمَّ رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ ". قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا ؟ قَالَ : " فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ " ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک آدمی راہ پر چل رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ وہ ایک کنویں کے پاس گیا اور اس میں اتر کر پانی پی لیا۔ جب وہ باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی شدت سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس شخص نے کہا: اس کتے کو بھی وہی تکلیف پہنچی ہے جو مجھے پہنچی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنا جوتا پانی سے بھر لیا اور اپنے منہ میں پکڑ کر اوپر چڑھا، پھر اس نے کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت کر دی۔"

صحابہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہمیں جانوروں (پر رحم کرنے) میں بھی اجر ملے گا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر جان دار (جس کے جگر میں زندگی ہے) پر بھلائی کرنے میں اجر ہے۔

3. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ " ❷

حضرت عبداللہ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

❶ (صحیح البخاري، باب: في الشرب، ج:٣، ص:١١١، الحديث: ٢٣٦٣)

❷ صحیح البخاري، کتاب المساقاة، باب فضل سقي الماء، الحديث: ٢٣٦٥ وصحیح مسلم: ج:٧، ص:٤٣، الحديث: ٢٢٤٢)

فرمایا:"ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ اس نے اسے قید کر رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئی، تو وہ عورت اس (گناہ) کی وجہ سے جہنم میں داخل کر دی گئی۔ نہ تو اس نے بلی کو کھانے پینے کو دیا جب اسے قید کیا تھا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے اپنی خوراک تلاش کر لے۔۔

4. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ، فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تُفَرِّشُ ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : " مَنْ فَجَعَ هَذِهِ بِوَلَدِهَا ؟ رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا ". وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فَقَالَ : " مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ ؟ ". قُلْنَا : نَحْنُ. قَالَ : " إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ " [1]

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ اپنی حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس دوران ہم نے ایک سرخ پرندہ دیکھا جس کے دو بچے تھے، ہم نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔ وہ پرندہ گھبرا کر اپنے پر پھیلانے لگا۔ نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے تو فرمایا: یہ کس نے اس پرندے کو اس کے بچوں کے سبب غمگین کر دیا ہے؟ اس کے بچے اسے واپس دو۔

پھر آپ ﷺ نے ایک چیونٹیوں کا بسیرہ دیکھا جسے ہم نے جلا ڈالا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کس نے جلایا ہے؟ ہم نے کہا: ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کے ذریعے عذاب دینا صرف آگ کے رب ہی کو سزاوار ہے۔

---

[1] (سنن ابی داؤد، باب قتل الذر، ج:۵، ص:۲۶۳، الحدیث:۵۲۶۸)

5. عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَإِذَا فِيهِ جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَنَ، فَقَالَ: مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ؟ فَجَاءَ فَتًى مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ: هُوَ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَفَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللّٰهُ إِيَّاهَا، فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ۔ ❶

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوے ایک اونٹ نے آپ کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا، آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ سکون میں آگیا آپ نے پوچھا: اس اونٹ کا مالک کون ہے ؟ ایک انصاری نوجوان آے، آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے اس جانور کے بارے میں جسے اللہ نے تمھارے قبضے میں دیا ہے ؟ اس نے مجھے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے اور اس پر زیادہ بوجھ ڈالتے ہو۔۔۔

6. عَنْ سَهْلِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ : مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ، فَقَالَ : " اتَّقُوا اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ، فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً، وَكُلُوهَا صَالِحَةً " ❷

سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی کمر اس کے پیٹ سے ملی ہوئی (انتہائی کمزوری اور بھوک کی وجہ سے) تھی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان پر اسی حالت میں سواری کرو جب وہ تندرست ہوں اور انھیں اسی حالت میں ذبح کر کے کھاؤ جب وہ درست حالت میں ہوں۔

❶(سنن ابي داود، كتاب الجهاد باب : في القسامة، الحديث:٢٥٤٩)

❷(سنن ابي داود ، كتاب: الجهاد ، باب : ما يؤمر به من القيام على البهائم والدواب، ص:٣٦، ج:٣، الحديث:٢٥٤٨)

7. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ ❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔

8. عنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُضْرَبَ الحَيَوَانُ فِي وَجْهِهِ ❷

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کے چہرے پر مارا جائے۔۔۔

ان احادیثِ کریمہ سے حضور ﷺ کا اخلاق حسنہ کا پتا چلا کہ رحم و کرم، الفت نوازی کا حق دار فقط انسان ہی نہیں بلکہ چرند و پرند بہائم و جانور بھی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ہی مخلوق ہے لہذا ان پر بھی گلہائے رحمت و شفقت برسائے جائیں۔

باہمی تعلقات پر تعلیماتِ مصطفی ﷺ

معاشرہ تب ہی حصارِ پُرسکون میں آتا ہے جب افرادِ معاشرہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت، ہم دردی اور خیر خواہی کا پھول تقسیم کرے۔ اگر باہمی تعلقات میں نفرت، کینہ، عداوت اور خود غرضی در آئے تو معاشرتی ڈھانچہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے انسانیت کو بہترین اخلاق اور اعلیٰ باہمی تعلقات کی تعلیم دی۔

---

❶ (سنن أبي داود، ج:۳، ص:۴۱، الحديث:۲۵۶۲)

❷ (صحیح مسلم، الحديث:۲۱۱۶)

حضور اکرم ﷺ نے یہ بتایا کہ اصل مومن وہی ہے جو اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے معاشرتی زندگی کو مضبوط کرنے کے لیے باہمی سلام، مصافحہ، رشتے داری کی پاس داری، کمزوروں کی مدد، محتاجوں کی خبر گیری اور ظلم و زیادتی سے اجتناب کو بنیاد بنایا۔

اب اس پر چند احادیث کریمہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ افزودیِ ادراک کا باعث ہو:

1. عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ ؛ يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ ، وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ . *

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے وہ اس کے نقصان کو روکتا ہے اور اس کے پیچھے اس کی حفاظت کرتا ہے۔۔

2. عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ، فَيُعْرِضُ هَذَا، وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ. (2)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لیے ملاقات چھوڑ دے، اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔۔

---

(1) (سنن ابي داوود كتاب الادب ، باب : في النصيحة والحياطة ، ج : ٥ ، ص : ١٣٨، الحديث : ٤٩١٨)

(2) (صحيح البخاري ، كتاب الادب، باب : الهجرة ، ج : ٥ ، ص : ٢١ ، الحديث:٦٠٧٧)

3. عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ ؟ ". قَالُوا : بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ : " إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ. وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ. ❶

حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمھیں وہ بات نہ بتادوں جو روزہ، نماز اور صدقہ کرنے سے بہتر ہے؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں؟ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں صلح کراؤ اور آپس کا فساد مونڈ دینے والا ہے۔۔۔

4. عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ". وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. ❷

حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کے مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنی ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیا

5. عن النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى . ❸

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے میں اور ایک دوسرے

---

❶ (سنن ابي داود، كتاب الادب، باب: في اصلاح ذات البين، ج:٥، ص:١٣٨، الحديث:٤٩١٩)

❷ (صحيح البخاري، كتاب المظالم، الحديث:٢٤٤٦)

❸ (صحيح البخاري كتاب الادب، باب: رحمة الناس والبهائم، الحديث:٦١١)

کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم بخار اور نیند اڑنے کے ساتھ اس تکلیف میں شامل ہو جاتا ہے۔۔

6. أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يُسْلِمُهُ ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو دشمن کے حوالے کرے جو شخص اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے اللہ تعالی اس کی مدد میں ہوتا ہے، جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت دور کرتا ہے اللہ عزوجل قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے اس کی ایک مصیبت دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔۔۔

7. عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ ". ❷

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے باغ میں رہتا ہے۔۔

---

❶(صحيح مسلم، كتاب البر والصلة ، الحديث : ٦٥٧٨. صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب : لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه ، الحديث : ٢٤٤٢)

❷(صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والاداب، باب : فضل عيادة المريض ، الحديث: ٢٥٦٨)

8. عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ عَادَ مَرِيضًا، أَوْ زَارَ أَخًا لَهُ فِي اللَّهِ ؛ نَادَاهُ مُنَادٍ : أَنْ طِبْتَ، وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔ *

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے یا محض اللہ عزوجل کے لیے اپنے بھائی کی زیارت کرے تو ایک پکارنے والا با آواز بلند کہتا ہے کہ تجھے مبارک ہو، تیرا چلنا خوش گوار ہو اور تجھے جنت میں ٹھکانہ نصیب ہو۔

9. عَنْ مُعَاذٍ ، قَالَ : عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَمْسٍ، مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللَّهِ ؛ مَنْ عَادَ مَرِيضًا، أَوْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ، أَوْ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ دَخَلَ عَلَى إِمَامٍ يُرِيدُ بِذَلِكَ تَعْزِيرَهُ وَتَوْقِيرَهُ، أَوْ قَعَدَ فِي بَيْتِهِ، فَيَسْلَمُ النَّاسُ مِنْهُ، وَيَسْلَمُ 2

حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ باتوں کی وصیت فرمائی۔ ان میں سے جو شخص ان پر عمل کرے گا وہ اللہ کی ضمانت اور حفاظت میں ہو گا:

(۱) جو کسی بیمار کی عیادت کرے۔

(۲) یا جنازے کے ساتھ جاے.

(۳) یا اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے.

(۴) یا کسی امام (حاکم، امیر) کے پاس اس لیے جاے کہ اس کی تعظیم اور توقیر کرے.

(۵) یا اپنے گھر بیٹھا رہے اور (ایسی حالت میں ہو کہ) لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں اور وہ بھی سلامتی میں رہے۔۔

تعلیمات مصطفی کی شان ہی نرالی ہے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے کیا اخوت و بھائی چارہ کا

---

1 (جامع الترمذي ، ابواب البر والصلة عن النبي صلى الله عليه وسلم ، باب: ما جاء في زياره اخوان ، الحديث : ٢٠٠٨)

2 (مسند احمد، الحدیث: ۲۲۰۹۳، ج: ۳۶، ص: ۴۱۲)

معیار قائم فرمایا کہ بظاہر دو مسلمان کا جسم الگ الگ ہے لیکن جان ایک ہے، ان کی تکلیف ایک ہے، ان کی خوشی ایک ہے۔۔ یہ تعلیم فقط مذہب اسلام میں موجود ہے اس کے علاوہ کسی مذہب میں یہ تعلیم نہیں ملتی۔ خدا کا شکر ہے ہم مسلمان ہیں اور حضور ﷺ کے امتی ہیں۔۔

نعت رسول ﷺ

ناطقہ بے ناطقہ کنکر کو بخشا آپ نے
جو نہ ہوسکتا تھا وہ کرکے دکھایا آپ نے

آپ ہی سے نشّۂ بے رہ روی اتراشہا
جام عرفان الہٰی کا پلایا آپ نے

چاند دو ٹکڑے ہوا خورشید واپس آگیا
حکم صادر جب کیا اے شاہ بطحا آپ نے

آپ کو بدخواہ نے تکلیف پہنچائی بہت
پھر بھی حرف بددعا لب پر نہ لایا آپ نے

کھارا پانی ایک لمحے میں ہی شیریں ہوگیا
جب لب جاں بخش کا بخشا ہے صدقہ آپ نے

آپ کی آمد سے آیا انقلاب دائمی
منظرِ ہر شش جہاتِ دہر بدلا آپ نے

سخت مشکل ،راہ پیچیدہ ،ہوا ہے تند وتیز
"حسرتیں کہتی ہیں ہم کو کس پہ چھوڑا آپ نے "

کعب بن مالک تھے فن شاعری کے شاہکار
ان کو بھی زور لسانی سے نوازا آپ نے

انجم ناکارہ کو ہروقت ہے یہ اعتراف
اس کے زخم دل کافرمایا مداوا آپ نے

ازقلم: محمد جنید رضاانجم مصباحی، کوڈرما(جھارکھنڈ)